الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے صہ (۲) خواص و معاونین سے عہ (۳) ہندوستان سے باہر ے (۴) غیر احمدی والوں سے عہ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے (عہ ۱۲)
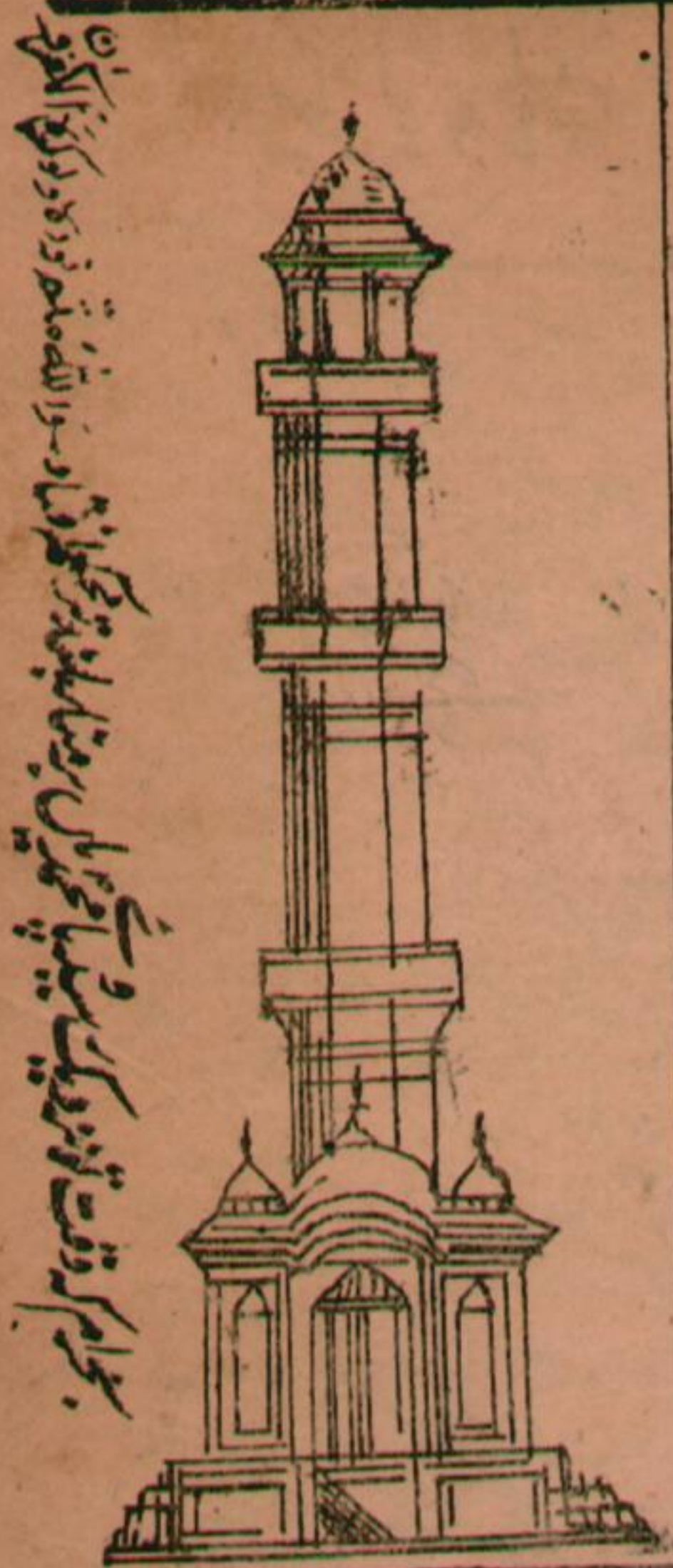
نمبر ۳۲ | قادیان دار الامان مورخہ ۱۷ ستمبر ۱۹۰۶ء مطابق ۲۷ رجب المرجب ۱۳۲۴ھ یوم دوشنبہ | جلد ۱۰

فہرست مضامین

تازہ الہامات و رؤیا

ناظرین کو ۱۹ اگست ۱۹۰۶ء کا الہام - ۱۰ ستمبر ۱۹۰۶ء کے اخبار الحکم میں پڑھا ہوگا - اور وہ اس طرح سے تھا - آجکل کوئی نشان ظاہر ہوگا - یعنی عنقریب کوئی نشان ظاہر ہونے والا ہے -

۶ ستمبر ۱۹۰۶ء کو وہ نشان خدا تعالیٰ نے ظاہر فرمایا اور اسکے ظاہر ہونے سے پہلے پھر زیادہ تفصیل کے ساتھ اس کے متعلق ایک خواب میں خبر دی گئی - چونکہ وقوعہ سے ایک دن پہلے حضرت مسیح موعود نے گھر میں بہت اشخاص کے سامنے ذکر فرمائی تھی - اور وہ اس طرح سے ہے - میں نے دیکھا کہ ڈاکٹر عبد الحکیم خان (مرتد دشمن) ہمارے مکان کے پاس کھڑا ہے اور والدہ محمد اسحق (زوجہ میر ناصر نواب صاحب) اس کو اپنے گھر میں بلاتی ہیں مگر میں نے اسے اندر نہیں آنے دیا اور میں نے کہا کہ میں نہیں آنے دیتا اس میں ہماری بے عزتی ہے - دشمن کے گھر میں داخل ہونے سے مراد کوئی مصیبت یا موت ہوتی ہے اور وہ اندر نہیں آسکا یعنے خدا نے اس بلا کو ٹالدیا - پھر الہام ہوا - انی احافظ کل من فی الدار ترجمہ - میں ان سب کی حفاظت کرونگا - جو اس گھر میں ہیں - علاوہ اس کے ایک گوشت کا ٹکڑا خواب میں دکھایا گیا - جو کسی غم کی طرف دلالت کرتا تھا - اور یہ بھی دیکھا کہ ایک انڈا میرے ہاتھ میں ہے - جو ٹوٹ گیا ہے یہ بھی کسی کی موت کی طرف اشارہ تھا - لیکن منذر خوابوں کے تمام امور معلق ہوتے ہیں دعا سے ... ٹل سکتے ہیں قطعی حکم نہیں ہوتا - ان خوابوں کے بعد حضرت نے میر صاحب کو جو لاہور جانے کو طیار تھے - روک دیا کہ ابھی نہ جاویں - اور ان کو کہدیا کہ میں نے دیکھا ہے کہ آپ کے اہل و عیال کے متعلق ایک بلا آنے والی ہے میں ڈرتا ہوں کہ وہ بلا سفر میں نازل ہو اور موجب شماتت اعدا ہو جائے اس کے گواہ خود میر صاحب اور گھر کے لوگ ہیں چنانچہ یہ بات سنکر میر صاحب نے مع اہل و عیال لاہور میں جانا ملتوی کر دیا اور جب صبح ہوئی تو پیشگوئی کے مطابق عزیز محمد اسحاق کو سخت بخار ہو گیا اور اس بخار کے ساتھ رانوں میں دو گلٹیاں نکل آئیں جس سے قطعی طور پر یہ معلوم ہو گیا کہ طاعون ہے اور ایک نہایت خوفناک امر پیش آگیا اور گھر میں سب پر دہشت طاری ہوئی اور حضرت مولوی حکیم نور الدین صاحب معالج تھے مگر بہر دو بن ران میں دو دو گلٹیوں کے نکلنے سے وہ بھی دہشت زدہ ہو گئے - تب حضرت مسیح موعود نے دعا کرنی شروع کی اور نہایت اضطراب سے توجہ کی تب خدا کے فضل سے اس دعا کا یہ نتیجہ ہوا کہ ابھی دو یا تین گھنٹے سے زیادہ نہیں گذرے ہونگے کہ بخار بالکل ٹوٹ گیا اور پھر گلٹیاں بھی گم ہو گئیں گویا مرض کا نام و نشان نہ تھا - اور تمام آثار مرض کے جاتے رہے اور اب میاں محمد اسحاق بخیر و عافیت باہر پھرتے ہیں - فالحمد للہ علی ذالک -

فرمایا - ان دنوں کتاب حقیقۃ الوحی میں نشانات جمع کر رہا ہوں - تو میرے دل میں خیال آیا کہ پچھلے نشانات کے ساتھ کوئی تازہ نشان بھی ہونا چاہئے خدا تعالیٰ نے اس خیال کو بھی جلد پورا کر دیا -

فرمایا - عبد الحکیم خان چونکہ ایک دشمن ہے اس واسطے وہ دکھایا گیا دشمن کو خواب میں گھر کے اندر داخل ہو جانیکی تعبیر کسی دکھ اور موت سے ہوتی ہے سو میں نے خواب میں کہا کہ میں اسکو نہیں آنے دونگا یعنی میری دعا نے اس مصیبت کو ٹالدیا -

فرمایا - انی احافظ والا الہام جو اس خواب کے ساتھ تھا ظاہر کرتا تھا کہ کوئی واقعہ طاعون کا ہونیوالا ہے

فرمایا - ۴ ستمبر ۱۹۰۶ء والا رؤیا (جو ۱۰ ستمبر کے اخبار میں شائع ہو چکا تھا) جسمیں دیکھا گیا تھا کہ ایک چور ہمارے چوغہ کو لیکر بھاگ گیا مگر اس کے پیچھے کوئی آدمی بھاگا جس نے چور کو پکڑ لیا اور چوغہ واپس لے لیا - اس رؤیا میں بھی اس واقعہ کی خبر دیگئی ہے کیونکہ طاعون کا حملہ ہماری اس پیشگوئی پر حملہ تھا کہ خدا اس گھر کے رہنے والوں کی حفاظت کریگا اور دعا نے اس حملہ کو دور کیا اور ہماری عزت قائم رہی - ۸ ستمبر ۱۹۰۶ء وحی آئی بوقت فجر - (۱) لوگ آئے اور دعوی کر بیٹھے ... شیر خدا نے فتح پائی -

(۲) رب لا تبق لی من المخزیات ذکرا - ترجمہ اے میرے رب - رسوا کرنے والی چیزوں میں سے میرے لئے کچھ باقی نہ رکھ -

(۳) رؤیا - دیکھا کہ حضرت مولوی نور الدین صاحب نے ایک کاغذ بھیجا ہے جو پیروف کی طرح ہے جو لڑکا لیکر آیا ہے وہ کہتا ہے کہ اس کے حاشیہ پر سطر ہے ذرہ پڑھ لینا اس کاغذ کے دائیں طرف کے حاشیہ پر لکھا ہے - دشمن نہایت اضطراب میں ہے

سان فرانسسکو کی تباہی اور قرآنی صداقت کی گواہی

جب سے نبوت اور رسالت کا اللہ تعالیٰ نے سلسلہ شروع کیا ہے کبھی بھی ایسا نہیں ہوا کہ نبوت و رسالت کے مدعی کو بلا چون و چرا قبول کر لیا گیا ہو۔ بلکہ ہمیشہ یہ دستور رہا ہے کہ جب جب نبوت و رسالت کے مدعی ضرورت حقہ زمانہ کے لحاظ سے مبعوث ہوتے رہے تب تب مخالفین اور منکرین نے طرح طرح کے پہلو اونکے جھٹلانے اور تکذیب کرنے کے اختیار کر کے جہانتک نبا اونکے تردید اور تکذیب میں ناخونوں تک زور لگا کر دیکھلا دیا کہ وہ پہلے انبیاء کے منکروں اور مکذبوں سے کسی طرح بھی کم نہیں بلکہ اگر کسی بات میں مثلاً اونکا نمبر ۸ رہا ہے تو انہوں نے اوس بات میں اپنا نمبر پورا دس کر کے دیکھلا دیا اور ثابت کر دیا کہ مخالفت اور انکار کرنا یوں ہوتا ہے۔ مگر سنت اللہ ہمیشہ سے یوں چلی آئی ہے کہ خدا تعالیٰ کے کام اور ارادہ کو کوئی نقاش سے نقاش اور خفاش سے خفاش بھی رد نہیں کر سکتا اگرچہ دنیوی وجاہت کے لحاظ سے یا زبانی چالاکی کے سبب یا فخریہ طور پر اپنے نام کے آگے بعض لوگ دم چھلا لگا کر اوسی سے پردۂ زنگاری میں بیٹھکر کام لینا چاہتے ہیں اور لیتے ہیں مگر خدا تعالیٰ کی نظر سے کوئی کب چھپ سکتا جس وقت میں کہ وہ جہر اور خفا کا جاننے والا عالم الغیب ہونے کے سبب سے کچھ چون ہوئے کہ اخبارے دنیا میں ایک نقاش صاحب (جنکو خفاش کہنا بیجا نہ ہوگا بلکہ حق بحقدار رسانید کا مصداق ہے) نے اخبارے دنیا میں جنم لیا ہے جنہوں نے اپنے دوسرے بھائیوں کیطرح اپنے نقاشی کا ثبوت دینا یا اپنے نقاش ہونے کا سکہ یوں جمانا چاہا ہے کہ خدا تعالیٰ کے پاک سلسلہ کے ساتھ ٹکر لگا دیں مگر ہم میاں نقاش صاحب سے نصیحتاً گذارش کرتے ہیں کہ اول تو وہ میرزا کے معاملہ میں قلم اوٹھانے کی لاحاصل کوشش کر کے اپنے پایۂ علمی اور نقاشی کو داغ نہ لگا دیں اور اگر ایسا ہی اونکے دل میں شوق ہے یا امی ہیں اپنی نقاشی کا ثبوت دنیا کو دے سکتے ہیں تو اونکو چاہئے کہ جو اعتراض کیا کریں یا جس بات پر نظر ڈالنے اور بحث کرنا لئے منظور ہوا کرے قرآن کو مقدم کر لیا کریں یعنے قرآنی استدلال سے ہر ایک امر پر بحث کیا کریں تاکہ ہم لوگوں پر آپ کی نقاشی کا ثبوت کامل طور پر ہو جاوے نیز یہ معلوم ہو سکے کہ دوسرے انبیاء کے ماننے میں آپ نے دہوکہا نہیں کھایا کیونکہ جس صورت میں مثلاً آپ نے ایک اعتراض کیا اور وہی اعتراض پہلیوں پر آپ جیسے دل و دماغ والے پہلے سے کر چکے ہوں تو بتلائیے کہ آپکے خوبیٔ دماغ اور نقاشی کا ثبوت ہمپر کیا پڑ سکتا ہے؟

غور فرماویں کہ جناب اقدس مآب حضرت اقدس میرزا صاحب قبلہ کے مریدوں کو کہیں تو آپنے شیران بیشۂ کہٹہ جمتی بیان کیا ہے اور کہیں بہولی بہالی میرزائی جماعت بیان کر کے اپنے پردہ دری کرائی ہے اور کہیں پر لکہا ہے کہ میرزائی غیر میرزائی دنیا کی آنکہوں میں خاک جہونکنے چاہتے ہیں اب جس قدر یہ باتیں بیان کیگئی ہیں علاوہ چہوٹا منہ بڑی بات ہونے کے ایک دوسرے سے ایسا متضاد ہیں کہ پڑہنے والے کو بے اختیار ہنسی آتی ہے کہ میاں نقاش کے نقاشی خزانہ سے کیا نکل رہا ہے۔ ہر ایک معمولی عقل و سمجھ کا آدمی بھی غور کرے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اگر فی الواقع میرزائی بہولی بہالی جماعت ہے تو یہ کیونکر ممکن ہے کہ بہولی بہالی جماعت چالاکوں عیاروں دل کے اندہوں اور یگانۂ ہوشیاروں کو تاڑ کر کے اونکی چالاکی کا بخیہ اودہیڑ سکے اور درحقیقت میرزائی شیران بیشہ کہٹہ جمتی ہیں تو آپ کا قلم ہاتھ میں لیکر اپنے نقاشی کے جوہر دیکھلانا چہ معنے دارد؟ اجی کیا آپنے کبھی دیکھا ہے کہ وہ شیروں کے سامنے بہیڑ ٹہر سکے؟ پس جس صورت میں آپ قائل ہیں کہ میرزائی کہٹہ جمتی میں شیران بیشہ ہیں اور آپ قائل ہیں کہ حجت تراشی میں قادیانی دماغ کی ہمسری اونکا دماغ نہیں کر سکتا تو یہ تو وہی بات ہوئی کہ نہ آو دیکھا جاوے نہ تاؤ اور پہاڑ کے ساتھ ٹکر مار کر اپنا خون خراب کر کے خسران میں مبتلا ہو کر خلق خدا کو ہنسایا جاوے۔ پس سخت گناہ کیا اور سخت گمراہی میں مبتلا ہوئے جو قادیانی گروہ کے خلاف قلم اوٹھانے کو بیٹھ گئے واہ رے نقاش شاباش! شاباش!! شاباش!!

کیوں نہ ہو نقاشوں کو درحقیقت ایسا ہی ہونا چاہئے۔ کیونکہ سنت اللہ سے یہ ثابت ہے کہ انبیاء سابقین کے مبارک وقتوں میں بھی ایسے ایسے وجود موجود تھے جنکا بروز یا اوتار میاں نقاش نے لیا ہے اور وہ بھی اسی طرح شور و شر مچا کر تبلیغ کا کام کرتے رہے ہیں اور اس میں یہ فائدہ ہوتا ہے کہ جنکو موافقت کے ذریعہ خدا کے سلسلہ کی خبر نہ لگی ہو وہ ان مخالفوں کے ذریعہ خبر پا جاویں علاوہ بریں جسطرح میاں نقاش نے خدا کے مسیح موعود کی جماعت کو جیسے الفاظ میں بہولی بہالی جماعت کہا ہے ایسے ہی انبیاء سابقین کے پاک گروہ کو جناب نقاش جیسے دل و دماغ والے پہلے بھی کہتے رہے ہیں۔

بھلا کوئی ایسا دل گردہ والا ہے جو انؤمن کما امن السفہاء کہنے والوں اور میاں نقاش صاحب میں کچھ فرق ثابت کر سکے ہمارے خیال میں انؤمن کما امن السفہاء کہنے والوں اور نقاش کے دل و دماغ میں فرق کرنے کی کوشش کرنا اسبات کا مصداق ہونا ہے۔

کہ ایں خیال است و محال است و جنون

اور کہ کیا نوح ؑ کے وقت کے اور موسیٰ ؑ کے وقت کے اور عیسیٰ ؑ کے وقت اور سیدنا خاتم الرسل کے وقت کے مخالفین و معاندین کی طرح میاں نقاش کی فطرت سے کوئی عجیب فطرت رکھتے تھے ہرگز نہیں۔

اجی جب فیصلہ شدہ امر ہے کہ سنت اللہ التی قد خلت من قبل ولن تجد لسنت اللہ تبدیلا تو پھر کیسے یہ ہو سکتا ہے کہ میرزا صاحب اپنے دعوے میں تو سچے ہوں اور مخالفین و معاندین آپ پر اور آپ کی پاک جماعت پر ویسے ہی بیہودہ اعتراض نہ کریں جیسے کہ انبیاء سابقین کے مخالفین کرتے رہے ہیں۔

سانفرانسسکو پر جو آفت آئی گو وہ وسوویس کی آتش فشانی نے جو کچھ آفت ڈہائی اٹلی کی قسمت نے جو کچھ دیکھا کانگڑہ پر خدا کے غضب کی جو لاٹھی اچانک ٹوٹی اس میں کوئی بھی خدا کے گرفت سے ڈرنیوالا شک نہیں کر سکتا کہ یہ تمام حادثات عذاب الٰہی اور غضب خداوندی تھے اور کہ یہ سب خدا تعالیٰ کی نافرمانی اور خلاف ورزی کے نتیجے تھے جو ان بدبختوں کو بھگتنے پڑے جنہوں نے دنیا پرستی کو ہی اپنی زندگی کا دار و مدار سمجھکر اوباشیوں اور فسق و فجور میں مبتلا رہنا زندگی کا مدعا خیال کیا تھا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کا یہ قانون قدرت ہے کہ جب مادی دنیا کے فرزند مادی دنیا کی محبت میں منہمک ہو جاتے ہیں اور نہ صرف خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری اور حکموں پر چلنے سے دل چراتے ہیں بلکہ طرح طرح کی اوباشیاں اور فسق و فجور میں مبتلا ہو کر فساد مچاتے ہیں تو ایسی حالت میں قرآنی تعلیم کے بموجب اللہ تعالیٰ کا یہ قانون ہے کہ اللہ تعالیٰ کوئی اپنا رسول اور نبی مامور و مبعوث کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے اوسکے ذریعہ اپنی رحمت اور قہاریت کے نشان دکھلا کر بچا لیتا ہے ورنہ دنیا کے اکثر لوگ تو اس لائق ہوتے ہیں کہ اونکو پیس دیا جاوے اور چکنا چور کر دیا جاوے کیونکہ نافرمانوں اور دنیا کے گند میں مبتلا رہنے والوں کا دنیا سے اوٹھ جانا اور ہلاک ہو کر تباہ ہو جانا ہی بہتر ہے۔ اور ایسا کبھی نہیں ہوا کہ نیکوں اور پارساؤں کو ہلاک و تباہ کیا گیا ہو اور بدمعاشوں اور شوریدہ پشتوں اور ظالموں و سفاکوں کو بچایا گیا ہو۔ نیز ایسا بھی کبھی نہیں ہوا تو جب تک دنیا میں کمال طور پر اندھیر اور ظلم اور سیاہکاریاں نہ پہیل گئی ہوں اور خدا کا رسول اور نذیر نہ موجود اور مبعوث کر دیا گیا ہو۔ اور عذاب الٰہی آ جاوے چنانچہ قرآن شریف نے صاف طور پر ارشاد فرمایا ہے کہ ایسا کبھی نہیں ہوتا کہ بغیر بعثت رسول کے عذاب الٰہی آوے جیسا کہ ذیل کی آیت سے یہ مدعا ثابت ہوتا ہے یعنے ما کنا معذبین حتی نبعث رسولا جس کا مفہوم اور مطلب صاف یہی ہے کہ عذاب الٰہی کے آنے سے پہلے رسول اور نذیر خدا تعالیٰ مبعوث فرماتا ہے۔ اور یہ بات بھی ظاہر ہے کہ رسول کی ضرورت بھی ایسے وقت ہوتی ہے کہ جب دنیا خدا تعالیٰ سے بالکل اپنا قطع تعلق کر چکے ہوتے ہے اور اکثروں کے ایمان اور ایقان اوس مالک حقیقی سے اوٹھ جاتے ہیں اگر بعض میں ہوتا ہے تو وہ صرف رسمی طور پر نہ کہ بصیرت اور معرفت کے طور پر۔ اور اکثروں میں دنیا کی محبت اور دنیا پرستی کا جذام لگا ہوتا ہے اور فسق و فجور کا بازار خوب گرم ہوتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ وما کان ربک مہلک القری حتی یبعث فی امہا رسولا یعنے جب تک اللہ تعالیٰ کسی ام القری میں (قصبہ میں) رسول نہ مبعوث کر لے عذاب نہیں نازل کیا کرتا اور کہ وما کنا مہلکی القری الا واہلہا ظالمون یعنی اللہ تعالیٰ بستیوں کو ہلاک تو تب ہی کیا کرتا ہے جبکہ وہ یعنی بستیوں کے رہنے والے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر کر ظالم قرار پا جاتے ہیں۔ پس اس سے نتیجہ [illegible] اور بدیہی ہے کہ ہر ایک موٹی عقل والا سمجھ سکتا ہے۔

یعنی یہی کہ عذاب الٰہی کے نزول کا باعث خداتعالےٰ کی نافرمانی اور اوسکے حدود کا توڑنا اور فساد مچانا اور گناہوں کے سیلاب کا زور پکڑتا ہے اور ایسے ہی وقت میں انبیاء کے مبعوث ہونے کی ضرورت بھی ہوتی ہے اسلیئے فرمایا کہ پہلے رسول مبعوث کیا جاتا ہے اوسکے بعد عذاب الٰہی نازل ہوتا ہے ہاں اتنا خاص فضل ہوجاتا ہے کہ رسول کے فرمانبرداروں کو اوس عذاب کی بھٹی سے بچالیا جاتا ہے جسمیں ظالمین تباہ وہلاک ہونیکے بعد داخل ہوتے ہیں۔

علاوہ ازیں قرآن سے یہ بھی ثابت ہے کہ اللہ تعالےٰ دور دور پہلے عذاب اسواسطے نازل فرماتا ہے کہ لوگ عبرت پکڑ کر اپنے حالت کی اصلاح کرلیں اور نیز جنکو پکڑا جاتا ہے بے فائدہ یا بے گناہ بھی نہیں پکڑا جاتا بلکہ دراصل وہ بڑے خبیث اور شریر ہوتے ہیں۔ پھر آخر جب لوگ دور دور کے عذاب کا ذکر سنکر اور واقعات پڑھکر بھی عبرت نہیں پکڑتے اور راہ راست کی جانب مائل نہیں ہوتے تو پھر اونپر بھی عذاب کا دروازہ کھولا جاتا ہے جو عذاب الٰہی پر ٹھٹھا اور ہنسی اور مذاق اوڑاتے ہیں ہاں یہ سنت اللہ ضرور ہے کہ ایسا ٹھٹھا اور ہنسی کرنیوالوں کو اول اول کچھ مہلت بھی دیجاتی ہے جیسے کہ آیت ذیل سے ثابت ہوتا ہے کہ ولقد استھزئ برسل من قبلک فاملیت للذین کفروا ثم اخذتھم فکیف کان عقاب یعنی اللہ تعالےٰ اس آیت میں آنحضرت صلعم سے فرماتا ہے کہ اے پیغمبر جسطرح کہ تمہارے عذاب کے وعدہ دینے پر یہ لوگ ہنسی کرتے ہیں ایسے ہی تم سے پہلے بھی مخالف انبیاء کے ساتھ کرتے رہے ہیں تو اون ہنسنے والوں کو ہمنے کچھ مہلت دی تاکہ جو کچھ کر سکتے ہیں کرلیں پھر آخر کو دھر پکڑا تو تم نے دیکھ لیا کہ ہمارے پکڑ کس غضب کی تھی کہ اونکا ستیاناس ہوگیا۔ اور قرآن سے یہ ثابت ہے کہ زلزلے اور طاعون عذاب الٰہی اور غضب خداوندی ہیں۔ اسلیئے یہ ماننا ضروری ہے کہ اسوقت کوئی رسول اور نبی ہو کیونکہ قرآن سے ہمنے اوپر ثابت کردیا کہ بغیر بعثت رسول کے عذاب نہیں آیا کرتے۔ کہ قوم ثمود اور قوم شعیب پر زلزلے کے ہی عذاب آئے تھے اسلیئے اس سے خداتعالیٰ نے ثابت کردیا کہ زلزلے بیشک عذاب الٰہی ہیں اگر کوئی انکار پر مصر ہو تو ثابت ہوگا کہ جس جس عذاب کی صالح اور شعیب کے ذریعہ خداتعالےٰ نے وعدہ دیا تھا وہ نہیں آیا کیونکہ یہ بتلایا ہی نہیں گیا تھا کہ عذاب اس قسم کا ہوگا اور ایسا ہی یہودیوں پر رجز من السماء سے خداتعالےٰ نے طاعون کا عذاب الٰہی ہونا ثابت کیا ہے۔ اب میاں نقاش صاحب (جو کہ دراصل خفاش ہیں) کو چاہیئے کہ قرآن سے کوئی ثبوت تلاش کرکے پیش کریں کہ یہ جو حوادث آئے دن آتے ہیں اور ملک کے ملک تباہ کرتے ہیں عذاب الٰہی اور غضب خداوندی نہیں بلکہ اتفاقی حوادث ہیں تاکہ ہمکو اندازہ کرنیکا موقع ملجاوے کہ فی الحقیقت نقاش صاحب یورپ کے فلاسفروں اور مادی دنیا کے فرزندوں مٹیریلسٹوں سے بڑھکر ہی نہیں بلکہ انبیاء کے منکرین سے بھی بڑھکر ہونیکے علاوہ اعلیٰ دماغ رکھتے ہیں۔

قرآن کی صداقت اور راستی سے مملو ہے اور ہر ایک بات کیسی خوبی اور حکمت سے بیان کیگئی ہے جو کہ وقتاً فوقتاً پوری ہوتی ہے کیا عمدہ فیصلہ کیا ہے اور ایک طریقہ بیان کیا ہے کہ جب دنیا پر اندھکاری اور گناہگاری اور ظلم وسفاکی زور نہیں پکڑتی اور خدا کا کوئی رسول مبعوث نہیں ہوجاتا عذاب الٰہی نازل نہیں ہوتا اجتک تو یہ بات اس زمانہ کیلیئے قولی تھی مگر اس وقت اللہ تعالیٰ نے فعل سے اسکو پورا کرکے فعلی شہادت سے اسکے سچا ہونے پر مہر لگادی چنانچہ اسی قدیمہ سنت کے مطابق اللہ تعالےٰ نے حضرت میرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام کو اس طوفان بے تمیزی کے وقت مبعوث فرمایا کہ یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے رنگ سے رنگین کرکے حسب وعدہ ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ اور علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کے رسول بنایا اور پھر گناہگاروں اور سیاہکاروں کو طرح طرح کے عذاب میں مبتلا کرنا شروع کردیا اور جیسے کہ اس زمانہ میں سب طرحکی بدیاں جمع ہوگئیں ہیں اسیطرح عذاب بھی طرح طرح کے دیئے جاتے ہیں چنانچہ کہیں تو زلزلے سے تباہ کیا جاتا ہے اور کہیں آگ سے جلا کر خاکستر کیا جاتا ہے اور کہیں سیلاب کے ذریعے غرق کیا جاتا ہے اور کہیں طاعون سے بے خانمان کیا جاتا ہے اور یوں خداتعالیٰ کی بات اور اسکے کلام اور رسول و خاتم الرسل احمد افضل الرسول کی صداقت کا ثبوت دیا جاتا ہے مگر دیکھنے کیلئے آنکھ چاہیئے صدق اللہ صدق اللہ العظیم وصدق رسولہ الکریم ونحن علیٰ ذالک من الشاھدین والشاکرین والحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ تعالیٰ علےٰ خیر خلقہ محمد وآلہ الطیبین الطاہرین واصحابہ الکاملین المکملین فقط

راقم خاکسار محمد حسین از لاہور چھاونی

وصیتون کے متعلق یادداشت

بعض احباب کے استفسار پر یہ امر عام اطلاع کے لئے شائع کیا جاتا ہے کہ دسوان حصہ آمد میں جو اشتہار الوصیت کے ماتحت دیا جاوے گا۔ یہ صورت ہوگی کہ جو احباب چاہیں۔ اس دسویں حصہ میں سے لنگرخانہ۔ مدرسہ اور اعانت میگزین کا چندہ وضع کرنے کے بعد بقیہ مجلس کارپرداز کو دیں لیکن ان مدات کے سوا جن کا حساب دفتر میں رہے گا اور کسی مد میں یا کسی رسالہ یا اخبار کی قیمت کا جو روپیہ دیا جاوے گا۔ وہ محسوب نہیں ہوگا۔ مثلاً ایک شخص کی آمد کا دسواں حصہ سات روپیہ ہے تو اسے اختیار ہے۔ کہ اسمیں سے مثلاً عا لنگرخانہ میں اور عہ مدرسہ میں عہ اعانت میگزین میں دے اور باقی تین روپے مجلس کارپرداز کو دے ایسے احباب کے ناموں کا ایک رجسٹر الگ ہوگا۔ جسمیں ان کے متعلق کل حساب وکتاب رہیگا اور قبرستان میں دفن ہونیکے متعلق انکے وہی حقوق ہونگے۔ جو وصیت کرنیوالوں کے حقوق ہونگے۔ ایسے تمام احباب کو سرٹیفکیٹ بھی دیئے جاوینگے۔ مگر شرط یہ ہوگی کہ باقاعدہ ماہوار یا ششماہی جیسی صورت ہو وہ اپنی آمد کا دسواں حصہ بھیجتے رہیں۔ (خاکسار محمد علی)

ضرورت

چونکہ شیخ غلام اللہ صاحب جو چھ ماہ کی رخصت لیکر آئے ہوئے تھے۔ واپس جانیوالے ہیں اس لیئے مدرسہ میں ایک گریجوایٹ یا سینیر سرٹیفکیٹ استاد کی ضرورت ہے۔ تنخواہ حسب لیاقت ہوگی درخواستیں بنام سیکرٹری مجلس ناظم التعلیم آنی چاہئیں

شیر علی۔ ہیڈ ماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان ۸۔ ستمبر ۱۹۰۶ء

ضروری گذارش

... بحور دیہ کی تفاسیر کا اردو ترجمہ تیار کرنے کا میں نے انتظام کرلیا ہے پس جو صاحب اسے چھپوانے کا انتظام فرما سکتے ہوں مطلع کریں۔ میں اس ضخیم کتاب کو خود نہیں چھپوا سکتا۔

(۲) تحفہ آریہ سماج یعنی آریہ سماج کی پول اب بہت تھوڑی رہ گئی ہے پس اسے بھی دوبارہ چھپوانے کا جو صاحب انتظام کرسکتے ہوں مجھ سے خط وکتابت کریں۔ خاکسار عبد العزیز (جگہ مبارک رشاد ورما) معرفت مطبع قاسمی شہر لدھیانہ پنجاب

ضرورت

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مجھے ایک معلمہ کے واسطے زنانہ مدرسہ گورالی تحصیل وضلع گجرات کے ضرورت ہے۔ ایک احمدی معلمہ کو ترجیح دیجاویگی معلمہ قرآن کریم۔ اردو۔ حساب۔ سینا اور پرونا اور کاڑھنا جانتی ہو۔ تنخواہ مبلغ عہ روپیہ ماہوار اور مکان مفت دیا جاویگا۔ اپنے گہربار اخبار کے کسی گوشہ میں اسکو چھاپ کر ممنون فرماویں۔

نیازمند ملک مولا بخش مہتمم زنانہ مدرسہ گورالی

ضروری اطلاع

مطبع میں روپیہ کی بہت ضرورت اور چندہ کا صاف ہونا بھی ازبس ضروری ہے اسلئے یہہ تجویز کی گئی ہے کہ ۲۴ ستمبر ۱۹۰۶ء کا الحکم کل بقایاداران کے نام یکدم وی پی کردیا جاوے۔ یہہ ہوسکتا ہے کہ بعض احباب اسوقت قیمت دینے کیلئے طیار نہوں لیکن اگر وہ مطبع کی ضروریات اور مشکلات کو مقدم سمجھیں تو کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ اسلئے جسطرح ممکن ہو وہ ۲۴۔ ستمبر کا وی پی شدہ الحکم وصول کرلیں۔ اور مجھے شکرگزاری کا موقع دیں قومی کاموں میں ذرا سا تساہل بہت کچھ روکیں پیدا کردیتا ہے اگر اس نوٹس کے بعد بھی کوئی صاحب اشد مجبوری کی وجہ سے ۲۴۔ ستمبر ۱۹۰۶ء کا الحکم وی پی نہ لے سکیں تو وہ اس سے پہلے اطلاع دیں۔

خاکسار یعقوب علی ایڈیٹر

مفرح عنبری
قیمت فی ڈبیہ پانچ روپیہ

جملہ ڈاکٹر صاحبان و حکمائے ہندوستان کی توجہ قابل

وزن پانچ تولہ خوراک
دو ماشہ محصول بذمہ
خریدار

ہنر شناس کو دکھلا ہنر کو خوبئے زر ٭ اگر کھلے ہے تو صراف کی نظر چڑھ کر

خدائے کریم و رحیم کی بے اندازہ فیاضی ہو کہ مجھ سے ہیچمدان کو لائق اطباء کی نظروں میں اس عزت سے دیکھا جائے۔ جس کی مثال ہندوستان جیسے ملک میں ہوگا اگر ممکن نہیں تو قریباً محال ضرور ہے۔ اور یہ محض خدائے تعالیٰ کا فضل ہے۔

ورنہ من آنم کہ من دانم ٭

مفرح عنبری کو تیار کرکے جب اس بزرگ جماعت ڈاکٹران و حکمائے ہند کو توجہ دلائی گئی۔ کہ یہ ایک بے نظیر و لاجواب دوائی آپ کے ملک میں تیار ہوتی ہے جس کا مقابلہ یورپ کی کوئی پیٹنٹ دوائی بھی جو تاحال اس غرض سے اس ملک میں آچکی ہیں نہیں کر سکتیں اور نہیں کر سکتیں۔ تو اول اول جیسا کہ قاعدہ ہے میری غرض پر کچھ زیادہ توجہ نہ کی گئی۔ لیکن رفتہ رفتہ جب ملک میں چاروں طرف مفرح عنبری کی شہرت ہوئی اور اس کے استعمال کرنے والے خود مجسم اشتہار بنکر اس کے موجد کی حوصلہ افزائی کے لئے کمر بستہ ہوگئے۔ پبلک جلسوں میں لکچروں کے ذریعہ اس کا چرچہ ہونے لگا۔ تو الحمد للہ کہ اس بزرگ جماعت نے بھی توجہ مبذول فرمائی رفتہ رفتہ یہاں تک نوبت پہنچی کہ ہندوستان بھر میں جو شہرت کا دقیقہ باقی رہ گیا تھا وہ اس قابل فخر جماعت کی طفیل اللہ کے فضل سے پورا ہوگیا ٭

اس بات کے کہنے کی تو میں جرات نہیں کرتا اور نہ کہہ سکتا ہوں کہ خدانخواستہ آپ میں سے کسی کو ایسی عمدہ دوائی بنانا آتا نہیں یا آپ جانتے نہیں جس حالت میں کہ خداوند کریم کی عنایت آپ ہر طرح لائق تعلیم یافتہ تجربہ یافتہ ڈاکٹری جماعت میں داخل ہیں اور اپنے فرائض کی انجام دہی پر ممتاز ہیں ہاں ساتھ ہی اس کے میں یہ بھی نہیں مان سکتا کہ آپ کو اس کی ضرورت نہ ہو۔ کیونکہ ہر ایک دانا معالج کو جس کا کام ہر وقت مریضوں کا علاج کرنا ہے۔ خواہ وہ اپنے وقت کا ارسطاطالیس۔ جالینوس۔ بوعلی سینا ہی کیوں نہو ہمیشہ ہر ایک عمدہ چیز کی ہے اور ہر ایک متعصب سے پاک دل طبیعت کو اس کی تلاش ہی رہتی ہے۔ چنانچہ بزرگان ذیل کا نہایت ادب سے شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اپنا فرض منصبی ادا کیا اور جنہوں نے بڑی توجہ سے کام لے کر میری غرض کو جگہ دی۔ خود فائدہ اٹھایا مجھے فائدہ ہوا اور مریضوں پر احسان کیا آئندہ کے لئے ایک اتحاد قائم ہوگیا۔ اور جو ذاتی فائدے ہیں وہ علیحدہ۔ میرے پاس کافی الفاظ نہیں کہ اس مختصر میں ان کا شکریہ ادا کر سکوں۔ البتہ مکمل رپورٹ میں انشاء اللہ مفصل ذکر خیر کروں گا۔ یہاں صرف اسمائے گرامی ان پاک دل ہمعصروں کے شکریہ کے ساتھ عرض کرتا ہوں جو یہ ہیں

جناب ڈاکٹر رام پرشاد صاحب انچارج مین ڈسپنسری نرسنگھ پور
جناب ڈاکٹر محمد رحمٰن صاحب پاپون ضلع مولمین
جناب ڈاکٹر محمد علی صاحب کھنڈرا (نیوان)
جناب ڈاکٹر خانصاحب عبد المجید خانصاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ ادویہ اسلام ناگپور
جناب ڈاکٹر غلام مصطفےٰ صاحب کہپنی ناگپور
جناب ڈاکٹر شیخ محمد حسین صاحب ایلور ضلع گوداوری
جناب ڈاکٹر مول چند صاحب منشنر دہمتاری ضلع رائے پور
جناب ڈاکٹر محمد حید حسین صاحب حیدر صدر ڈسپنسری کھنڈوہ
جناب درگاہی بخش صاحب خاص ریاست ریوان
جناب ڈاکٹر سر برام صاحب ہنڈیہ ضلع الہ آباد
جناب ڈاکٹر عبد اللہ خان صاحب پورینہ بنگال
جناب ڈاکٹر عبد المجید خانصاحب ضلع رانچی
جناب ڈاکٹر نادا چرن سرکار چیریٹیبل ڈسپنسری راؤزن بنگال
جناب ڈاکٹر ایس امین الدین صاحب قریشی سی۔ ایم۔ ایس ہنگا ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر عبد العزیز صاحب مین ڈسپنسری دموہ ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر خلیل الرحمٰن صاحب ایچ ایس منڈلہ ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر عبد الفتاح خان صاحب ایچ ایس ناگپور
جناب ڈاکٹر جھجول صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ آر دمی ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر کریم بخش صاحب ہزاریباغ بنگال

جناب ڈاکٹر پنڈت ہیرا رام صاحب وٹرنیری اسسٹنٹ ضلع ناگپور
جناب ڈاکٹر سید محمد ہادی صاحب امام باڑہ ڈسپنسری (ہوگلی)
جناب ڈاکٹر محمد عبد القادر صاحب وکٹوریہ میڈیکل ہال سلطانپور بنگال
جناب ڈاکٹر بہادر علی صاحب جام گاؤں ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر شیخ شبراتی صاحب ریاست کھیرا گڈھ ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر غلام احمد خانصاحب ایچ۔ ایس نواچی پور
جناب ڈاکٹر آغا حسین علی صاحب میڈیکل ہال مانڈے
جناب ڈاکٹر سید احمد علی صاحب ایچ۔ ایس سیونی مالوہ ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر محمد امام خانصاحب پنشنر ہاسپٹل اسسٹنٹ جیل چائباسہ
جناب ڈاکٹر اے۔ ٹی۔ یوس صاحب ایچ ایس ہنڈیہ بریلی
جناب ڈاکٹر رحمت علی صاحب احمدی [illegible]
جناب ڈاکٹر چمن خانصاحب فسٹ پرگیڈ سمالی لینڈ
جناب ڈاکٹر سراج الدین صاحب ریاست بستر ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر مہیش چندر صاحب رانی ہاٹ ضلع چاٹگام
جناب حکیم محمود حسین خانصاحب ضلع ساگر
جناب حکیم سید سلطان حسین رضوی لکھنوی ریاست کوٹہ
جناب حکیم سید احمد علی صاحب دہلوی بنگلور
جناب حکیم خیر الدین صاحب جوبان ریاست پٹیالہ
جناب حکیم محمد علی صاحب ریاست خاص پالن پور
جناب حکیم محمد سلطان صاحب چنڈول ضلع گستنا

جناب حکیم محمد صدیق حسین صاحب جیلانی نجیب آباد
جناب حکیم محمد عبد الرحمٰن صاحب ضلع باریسال
جناب حکیم عبد اللطیف صاحب مانڈگاؤں ضلع ناسک
جناب حکیم حافظ سید عبد الکریم صاحب ضلع دیناجپور
جناب حکیم عبد الرزاق صاحب ضلع دیناجپور
جناب حکیم کرامت علی صاحب دھاپی ضلع پورنیہ
جناب حکیم سید عبد الرحیم صاحب بلہاری۔ مدراس
جناب حکیم عبد الجلیل صاحب۔ لاہرپور ضلع سیتاپور
جناب حکیم اکبر الحسن صاحب لگواڑہ ضلع پورنیہ
جناب حکیم کرامت حسین صاحب ضلع پورنیہ
جناب حکیم محمد سالار صاحب قاضی سرکار لوبرگل
جناب حکیم رحیم بخش پاٹک ٹولہ پورنیہ
جناب حکیم محمد عبد المجید صاحب جہنگاؤں ضلع پورنیہ
جناب حکیم حشمت علی خان صاحب عمر کہیہ ضلع باسم بنگال
جناب حکیم حافظ نعمت علی صاحب رنگون
جناب حکیم سید عبد القیوم صاحب سکندر نگر مہمن سنگھ
جناب حکیم ناظم حسین صاحب مانڈے برما
جناب حکیم محمد مہدی حسین صاحب دل سنگھ سرائے دربھنگہ
جناب حکیم سید لیاقت حسین صاحب نواچی پور

آمدم بر سر مطلب یہی کہتا ہوں کہ آجکل کی قریباً کل مشتہر پیٹنٹ معمولی ادویات سے خواہ وہ یورپ کے کسی کونہ سے آئی ہوں یا ہندوستان کے کسی نامعلوم جنگل سے نکلی ہوں اس کی مقابلہ میں آدھے چوتھائی نمبر ہی حاصل نہیں کر سکتیں۔ مفرح عنبری میں سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں کوئی Poison چیز از قسم کشتہ وغیرہ ہرگز نہیں ملایا جاتا اسلئے میں زور سے کہتا ہوں۔ اب ہم میں اسے ختم کرکے بڑے شوق سے آپ کی آرڈر کا منتظر ہوں

بھائیوں کا خادم حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح دلکشا مفرح عنبری کارخانہ رفیق الصحت لاہور

لیکچر لودہانہ

(گذشتہ اشاعت سے پہلے)

ایسی حالت اور صورت میں اس عظیم الشان پیشگوئی کو کون جھٹلا سکتا ہے۔ پھر جبکہ اسی کتاب میں پیشگوئی بھی موجود ہے کہ لوگ خطرناک طور پر مخالفت کرینگے اور اس جماعت کو روکنے کے لیے ہر قسم کی کوششیں کریں گے مگر میں ان سب کو نامراد کر دونگا۔

پھر براہین احمدیہ میں یہ بھی پیشگوئی لکھی تھی کہ جب تک پاک پلید میں فرق نہ کرلونگا نہیں چھوڑونگا۔ ان واقعات کو پیش کر کے ان لوگوں کو مخاطب نہیں کرتا جن کے دلوں میں خدا کا خوف نہیں اور جو گویا یہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے مرنا ہی نہیں۔ وہ خدا تعالیٰ کے کلام میں تحریف کرتے ہیں۔ بلکہ میں ان لوگوں کو مخاطب کرتا ہوں جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں کہ مرنا ہے اور موت کے دروازے قریب ہو رہے ہیں۔ اسلئے کہ خدا سے ڈرنیوالا ایسا گستاخ نہیں ہو سکتا۔ وہ غور کریں کہ کیا ۲۵ برس پیشتر ایسی پیشگوئی کرنا انسانی طاقت اور قیاس کا نتیجہ ہو سکتا ہے؟ پھر ایسی حالتمیں کہ کوئی اسے جانتا بھی نہ ہو اور ساتھ ہی یہ پیشگوئی بھی ہو کہ لوگ مخالفت کریں گے مگر وہ نامراد رہیں گے۔ مخالفوں کے نامراد رہنے اور اپنے بامراد ہو جانے کی پیشگوئی کرنا ایک خارق عادت امر ہے اگر اس کے ماننے میں کوئی تامل ہے تو

پھر نظیر پیش کرو

میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ حضرت آدم سے لیکر اسوقت تک کے کسی مفتری کی نظیر دو جس نے ۲۵ برس پیشتر اپنی گمنامی کیحالت میں ایسی پیشگوئیاں کی ہوں اور وہ یوں روز روشن کیطرح پوری ہو گئی ہوں۔ اگر کوئی شخص ایسی نظیر پیش کر دے تو یقیناً یاد رکھو کہ یہ سارا سلسلہ اور کاروبار باطل ہو جائیگا۔ مگر اللہ تعالیٰ کے کاروبار کو کون باطل کر سکتا ہے؟ یوں تکذیب کرنا اور بلا وجہ معقول انکار اور استہزا یہ حرام زادے کا کام ہے۔ کوئی حلال زادہ ایسی جرأت نہیں کر سکتا۔

میں اپنی سچائی کو اسی پر حصر کر سکتا ہوں اگر تم میں کوئی سلیم دل رکھتا ہو۔ خوب یاد رکھو کہ پیشگوئی کبھی رد نہیں ہو سکتی جبتک اسکی نظیر پیش نہ کی جاوے۔ میں پھر کہتا ہوں کہ یہ پیشگوئی براہین احمدیہ میں موجود ہے جس کا ریویو مولوی ابو سعید نے لکھا ہے اسی شہر میں مولوی محمد حسن اور منشی محمد عمر وغیرہ کے پاس ہوگی اسکا نسخہ مکہ۔ مدینہ۔ بخارا تک پہونچا گورنمنٹ کے پاس اسکی کاپی بھیجی گئی۔ ہندوؤں۔ مسلمانوں۔ عیسائیوں۔ برہموؤں نے اسے پڑھا اور وہ کوئی گمنام کتاب نہیں بلکہ وہ شہرت یافتہ کتاب ہے کوئی پڑھا لکھا آدمی جو مذہبی مذاق رکھتا ہو اس سے بیخبر نہیں ہے پھر اس کتاب میں یہ پیشگوئی لکھی ہوئی موجود ہے کہ ایک دنیا تیرے ساتھ ہو جائیگی۔ دنیا میں تجھے شہرت دونگا۔ تیرے مخالفوں کو نامراد رکھونگا۔ اب بتاؤ کہ کیا یہ کام کسی مفتری کا ہو سکتا ہے؟ اگر تم یہی فیصلہ دیتے ہو کہ ہاں یہ مفتری کا کام ہو سکتا ہے تو پھر اسکی

نظیر پیش کرو

اگر نظیر دکھا دو تو میں تسلیم کرلونگا کہ میں جھوٹا ہوں مگر کوئی نہیں جو اسکی

نظیر دکھا سکے

اور اگر تم اسکی نظیر نہ پیش کرسکو اور یقیناً نہیں کر سکو گے تو پھر میں تمہیں یہی کہتا ہوں کہ

خدا سے ڈرو اور تکذیب سے باز آؤ

یاد رکھو خدا تعالیٰ کے نشانات کو بدوں کسی سند کے رد کرنا دانشمندی نہیں ورنہ اسکا انجام کبھی بابرکت نہ ہوگا! میں تو کسی کی تکذیب یا تکفیر کی پروا نہیں کرتا اور نہ ان حملوں سے ڈرتا ہوں جو مجھ پر کیے جاتے ہیں۔ اسلئے کہ خدا تعالیٰ نے آپ ہی مجھے قبل از وقت بتا دیا تھا کہ تکذیب اور تکفیر ہوگی اور خطرناک مخالفت یہ لوگ کریں گے۔ مگر کچھ بگاڑ نہ سکیں گے۔ کیا مجھ سے پیشتر راستبازوں اور خدا کے ماموروں کو رد نہیں کیا گیا؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر فرعون اور فرعونیوں نے حضرت مسیح علیہ السلام پر فقیہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر مشرکین مکہ نے کیا کیا حملے نہیں کیے؟ مگر ان حملوں کا انجام کیا ہوا؟ ان مخالفوں نے ان نشانات کے مقابل میں کبھی کوئی نظیر پیش کی؟ کبھی نہیں۔ نظیر پیش کرنے سے تو ہمیشہ عاجز رہے ہاں زبانیں چلتی تھیں اسلئے وہ کذاب کہتے رہے۔ اسیطرح یہاں بھی جب عاجز آگئے تو اور تو کچھ نہ پیش گئی۔ دجال کذاب کہدیا۔ مگر ان منہ کی پھونکوں سے کیا یہ خدا تعالیٰ کے نور بجھا دیں گے؟ کبھی نہیں بجھا سکتے۔

واللہ متم نورہ ولو کرہ المشرکون

دوسرے خوارق اور نشانات کو وہ لوگ جو بدظنی کا مادہ اپنے اندر رکھتے ہیں کہدیتے ہیں کہ شائد دست بازی ہو۔ مگر پیشگوئی میں انہیں کوئی عذر باقی نہیں رہتا اسلئے نشانات نبوت میں عظیم الشان نشان اور معجزہ پیشگوئیوں کو قرار دیا گیا ہے۔ یہ امر توریت سے بھی ثابت ہے اور قرآن مجید سے بھی پیشگوئیوں کے برابر کوئی معجزہ نہیں اسلئے خدا تعالیٰ کے ماموروں کو انکی پیشگوئیوں سے شناخت کرنا چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ نشان مقرر کر دیا ہے۔

لا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول

یعنی اللہ تعالیٰ کے غیب کا کسی پر ظہور نہیں ہوتا مگر اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ رسول پر ہوتا ہے۔ پھر یہ بھی یاد رہے کہ بعض پیشگوئیاں باریک اسرار اپنے اندر رکھتی ہیں اور دقیق امور کی وجہ سے ان لوگوں کی سمجھ میں نہیں آتی ہیں جو دوربین آنکھ نہیں رکھتے اور موٹی موٹی باتوں کو صرف سمجھ سکتے ہیں۔ ایسی ہی پیشگوئیوں پر عموماً تکذیب ہوتی ہے اور جلد باز اور شتاب کار کہہ اٹھتے ہیں کہ وہ پوری نہیں ہوئیں اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ظنوا ۔۔۔۔ انہم قد کذبوا

ان پیشگوئیوں میں لوگ شبہات پیدا کرتے ہیں۔ مگر فی الحقیقت وہ پیشگوئیاں خدا تعالیٰ کے سنن کے ماتحت پوری ہو جاتی ہیں۔ تاہم اگر وہ سمجھ میں نہ بھی آئیں تو مومن اور خدا ترس انسان کا کام یہ ہونا چاہیے کہ وہ ان پیشگوئیوں پر نظر کرے جنمیں دقائق نہیں یعنی جو موٹی موٹی پیشگوئیاں ہیں پھر دیکھے کہ وہ کسقدر تعداد میں پوری ہو چکی ہیں۔ یونہی منہ سے انکار کر دینا تقوے کے خلاف ہے دیانت اور خدا ترسی سے ان پیشگوئیوں کو دیکھنا چاہیے جو پوری ہو چکی ہیں مگر جلد بازوں کا منہ کون بند کرے؟

اس قسم کے امور مجھے ہی پیش نہیں آئے حضرت موسیٰ حضرت عیسیٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی پیش آئے۔ پھر اگر یہ امر مجھے بھی پیش آوے تو تعجب نہیں بلکہ ضرور تھا کہ ایسا ہوتا کیونکہ سنت اللہ یہی تھی۔

میں کہتا ہوں کہ مومن کیلئے تو ایک شہادت بھی کافی ہے اسی سے اس کا دل کانپ جاتا ہے مگر یہاں تو ایک نہیں صدہا نشان موجود ہیں بلکہ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ اسقدر ہیں کہ میں انہیں گن نہیں سکتا۔

یہ شہادت تھوڑی نہیں کہ دلوں کو فتح کریگا۔ مکذبوں کو موافق بنالیگا۔

اگر کوئی خدا کا خوف کرے اور دل میں دیانت اور دوراندیشی سے سوچے تو اسے بے اختیار ہو کر ماننا پڑیگا کہ

یہ خدا کی طرف سے ہیں

پھر یہ بھی ظاہر بات ہے کہ مخالف جبتک رد نکرے اور اس کی نظیر پیش نہ کرے

خدا کی حجت غالب ہے

اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ میں اسی خدا کا شکر کرتا ہوں جس نے مجھے بھیجا ہے اور باوجود اس شور اور طوفان کے جو مجھ پر اٹھا اور جسکی جڑ اور ابتدا اسی شہر سے اٹھی اور پھر دلی تک بھی پہونچی مگر اس نے تمام طوفانوں اور ابتلاؤں میں مجھے صحیح سالم اور کامیاب نکالا۔ اور مجھے ایسی حالتمیں اس شہر میں لایا کہ تین لاکھ سے زیادہ زن و مرد میرے مبایعین میں داخل ہیں اور کوئی مہینا نہیں گذرتا جسمیں دو ہزار چار ہزار بعض اوقات پانچ پانچ ہزار اس سلسلہ میں داخل نہ ہوتے ہوں۔

پھر اس زمانے ایسے وقت میں میری دستگیری کی کہ جب قوم ہی دشمن ہو گئی۔ جب کسی شخص کی دشمن اسکی قوم ہی ہو جاوے تو وہ بڑا بے کس اور بڑا بے دست و پا ہوتا ہے کیونکہ قوم ہی تو دست و پا اور جوارح ہوتی ہے۔ وہی اسکی مدد کرتی ہے۔ دوسرے لوگ تو دشمن ہوتے ہی ہیں۔ کہ ہمارے مذہب پر حملہ کرتا ہے لیکن جب اپنی قوم بھی دشمن ہو تو پھر بچ جانا اور کامیاب ہو جانا معمولی بات نہیں بلکہ یہ ایک زبردست نشان ہے۔

میں نہایت افسوس اور درد دل سے یہ بات کہتا ہوں کہ قوم نے میری مخالفت میں نہ صرف جلدی کی بلکہ بہت بیدردی بھی کی صرف ایک مسئلہ وفات مسیح کا اختلاف تھا جس کو میں قرآن کریم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت صحابہ کے اجماع اور عقلی دلائل اور کتب سابقہ سے ثابت کرتا تھا اور کرتا ہوں۔ اور حنفی مذہب کے موافق نص۔ حدیث۔ قیاس۔ دلائل۔ شرعیہ میرے ساتھ تھیں مگر ان لوگوں نے قبل اس کے کہ وہ پورے طور پر مجھ سے پوچھ لیتے اور میرے دلائل کو سن لیتے اس مسئلہ کی مخالفت میں یہاں تک غلو کیا کہ مجھے کافر ٹھہرایا گیا۔ اور اس کے ساتھ اور بھی جو چاہا کہا اور میرے ذمہ لگایا۔

دیانت۔ نکوکاری اور تقویٰ کا تقاضا یہ تھا کہ پہلے مجھ سے پوچھ لیتے اگر میں قال اللہ اور قال الرسول سے تجاوز کرتا تو پھر بیشک انہیں اختیار اور حق تھا کہ وہ مجھے جو چاہتے کہتے دجال کذاب وغیرہ

لیکن

جب کہ میں ابتدا سے بیان کرتا آیا ہوں کہ میں قرآن کریم اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے ذرا ادھر ادھر ہونا بے ایمانی سمجھتا ہوں میرا عقیدہ یہی ہے۔ کہ جو اس کو ذرا بھی چھوڑیگا وہ جہنمی ہے۔ پھر اس عقیدہ کو نہ صرف تقریروں میں بلکہ ساٹھ کے قریب اپنی تصنیفات میں بڑی وضاحت سے بیان کیا ہے اور دن رات مجھے یہی فکر اور خیال رہتا ہے پھر اگر یہ مخالف خدا سے ڈرتے تو کیا ان کا فرض نہ تھا کہ فلاں بات خارج از اسلام ہے اسکی کیا وجہ ہے یا اس کا تم کیا جواب دیتے ہو؟

مگر نہیں انکی ذرا بھی پروا نہیں کی سنا اور کافر کہدیا۔ میں نہایت تعجب سے ان کی اس حرکت کو دیکھتا ہوں کیونکہ اول تو مسئلہ وفات مسیح کا مسئلہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں جو اسلام میں داخل ہونے کے لئے شرط ہو یہاں بھی ہندو یا عیسائی مسلمان ہوتے ہیں مگر کیا کبھی اس سے یہ اقرار بھی لیتے ہو؟ بجز اس کے کہ

امنت بالله وملائكته وكتبه ورسله والقدر خيره وشره من الله تعالى والبعث بعد الموت۔

جبکہ یہ مسئلہ اسلام کی جزو نہیں پھر مجھ پر وفات مسیح کے اعلان سے اسقدر تشدد کیوں کیا گیا کہ یہ کافر ہیں دجال ہیں انکو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کیا جاوے۔ ان کے مال لوٹ لینے جائز ہیں اور انکی عورتوں کو بغیر نکاح گھر میں رکھ لینا درست ہے۔ ان کو قتل کر دینا ثواب کا کام ہے وغیرہ وغیرہ

ایک تو وہ زمانہ تھا کہ یہی مولوی شور مچاتے تھے کہ اگر ۹۹ وجوہ کفر کے ہوں اور ایک وجہ اسلام کی ہو تب بھی کفر کا فتویٰ نہ دینا چاہئے۔ اسکو مسلمان ہی کہو مگر اب کیا ہو گیا کیا میں اس سے بھی گیا گذرا ہو گیا؟ کیا میں اور میری جماعت اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا عبده ورسوله نہیں پڑھتی؟ کیا میں نمازیں نہیں پڑھتا یا میرے مرید نہیں پڑھتے کیا ہم رمضان کے روزے نہیں رکھتے؟ اور کیا ہم ان تمام عقائد کے پابند نہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی صورت میں تلقین کئے ہیں۔

میں سچ کہتا ہوں اور خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اور میری جماعت مسلمان ہے اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر اسیطرح ایمان لاتی ہے جسطرح پر ایک سچے مسلمان کو لانا چاہئے۔ میں ایک ذرہ بھی اسلام سے باہر قدم رکھنا ہلاکت کا موجب یقین کرتا ہوں اور میرا یہی مذہب ہے کہ جسقدر فیوض اور برکات کوئی شخص حاصل کر سکتا ہے اور جسقدر تقرب الی اللہ پا سکتا ہے وہ صرف صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اطاعت اور کامل محبت سے پا سکتا ہے ورنہ نہیں آپ کے سوا اب کوئی راہ نیکی کی نہیں۔ ہاں یہ بھی سچ ہے کہ میں ہرگز یقین نہیں کرتا کہ مسیح علیہ السلام اسی جسم کے ساتھ زندہ آسمان پر گئے ہوں اور اب تک زندہ قائم ہوں اس لئے کہ اس مسئلہ کو مان کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت توہین اور بے حرمتی ہوتی ہے میں ایک لحظہ کے لئے اس ہجو کو گوارا نہیں کر سکتا۔ سب کو معلوم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ۶۳ سال کی عمر میں وفات پائی اور مدینہ طیبہ میں آپ کا روضہ موجود ہے۔ ہر سال وہاں ہزاروں لاکھوں حاجی بھی جاتے ہیں اب اگر مسیح علیہ السلام کی نسبت موت کا یقین کرنا یا موت کو انکی طرف منسوب کرنا بے ادبی ہے تو پھر میں کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ گستاخی اور بے ادبی کیوں یقین کر لیجاتی ہے کہ تم بڑی خوشی سے کہدیتے ہو کہ آپ نے وفات پائی۔ مولود خواں بڑے خوش الحانی سے واقعات وفات کو ذکر کرتے ہیں اور کفار کے مقابلہ میں بھی تم بڑی کشادہ پیشانی سے تسلیم کر لیتے ہو کہ آپ نے وفات پائی پھر میں نہیں سمجھتا کہ حضرت عیسے علیہ السلام کی وفات پر کیا پتھر پڑتا ہے کہ غیلی پہلی آنکھیں کر لیتے ہو؟ ہمیں بھی رنج نہ ہوتا کہ اگر تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت بھی وفات کا لفظ سنکر ویسے آنسو بہاتے مگر افسوس تو یہ ہے کہ خاتم النبیین اور سرور عالم کی نسبت تو تم بڑی خوشی سے موت تسلیم کر لو۔ اور اس شخص کی نسبت جو اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جوتی کا تسمہ کھولنے کے بھی قابل نہیں بتاتا۔ زندہ یقین کرتے ہو اور اسکی نسبت موت کا لفظ منہ سے نکلا اور تمہیں غضب آ جاتا ہے۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اب تک زندہ رہتے تو حرج نہ تھا اسلئے کہ آپ وہ عظیم الشان ہدایت لیکر آئے تھے جسکی نظیر دنیا میں پائی نہیں جاتی۔ اور آپ نے وہ عملی حالتیں دکھائیں کہ آدم سے لیکر اسوقت تک کوئی انکا نمونہ اور نظیر پیش نہیں کر سکتا۔ میں تم کو سچ سچ کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود کی ضرورت دنیا اور مسلمانوں کو تھی اسقدر ضرورت مسیح کے وجود کی نہیں تھی۔ پھر آپ کا وجود باوجود وہ مبارک وجود ہے کہ جب آپ نے وفات پائی تو صحابہ کی یہ حالت تھی کہ وہ دیوانے ہو گئے۔ یہانتک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تلوار میان سے نکال لی۔ اور کہا کہ اگر کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مردہ کہیگا تو میں اسکا سر جدا کر دونگا اس جوش کی حالت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ایک خاص نور اور فراست عطا کی انہوں نے سب کو اکٹھا کیا اور خطبہ پڑھا

ما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک رسول ہیں اور آپ سے پیشتر جسقدر رسول آئے وہ سب وفات پا چکے۔ اب آپ غور کریں اور سوچیں کہ حضرت ابو بکر صدیق نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر یہ آیت کیوں پڑھی تھی اور اس سے آپ کا کیا مقصد اور منشا تھا۔ اور پھر ایسی حالت میں کہ کل صحابہ موجود تھے۔ میں یقیناً کہتا ہوں اور آپ بھی انکار نہیں کر سکتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کیوجہ سے صحابہ کے دل [illegible] اور اسکو بیوقت اور قبل از وقت سمجھتے تھے وہ پسند نہیں کر سکتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر سنیں ایسی حالت اور صورت میں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسا جلیل القدر صحابی اس جوش کی حالت میں ہو انکا غصہ فرو نہیں ہو سکتا کہ یہ آیت انکی تسلی کا موجب ہوتی۔ اگر انہیں یہ معلوم ہوتا یا یہ یقین ہوتا کہ حضرت عیسے علیہ السلام زندہ ہیں تو وہ تو زندہ ہی مر جاتے وہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عشاق تھے اور آپ کی حیات کے سوا کسی اور کی حیات کو گوارا ہی نہ کر سکتے تھے پھر کیونکر اپنی آنکھوں کے سامنے آپ کو وفات یافتہ دیکھتے اور مسیح کو زندہ یقین کرتے۔ یعنی جب حضرت ابو بکر نے خطبہ پڑھا تو ان کا جوش فرو ہو گیا اسوقت صحابہ مدینہ کی گلیوں میں یہ آیت پڑھتے پھرتے تھے اور وہ سمجھتے تھے کہ گویا یہ آیت آج ہی اتری ہے۔ اسوقت حسان بن ثابت نے ایک مرثیہ لکھا۔ جسمیں انہوں نے کہا

كنت السواد لناظري ۔ فعمي عليك الناظر
من شاء بعدك فليمت ۔ فعليك كنت احاذر

چونکہ مذکورہ بالا آیت نے بتا دیا تھا کہ سب مر گئے اسلئے حسان نے بھی کہدیا کہ اب کسی کی موت کی پروا نہیں۔ یقیناً سمجھو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں کسی کی زندگی صحابہ پر سخت شاق تھی۔ اور وہ ان کو گوارا نہیں کر سکتے تھے۔ اسطرح جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر یہ پہلا اجماع تھا جو دنیا میں ہوا اور اسمیں حضرت مسیح کی وفات کا بھی کلی فیصلہ ہو چکا تھا۔ میں بار بار اس امر پر اسلئے زور دیتا ہوں کہ یہ دلیل بڑی ہی زبردست دلیل ہے جس سے مسیح کی وفات ثابت ہوتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کوئی معمولی اور چھوٹا امر نہ تھا جسکا صدمہ صحابہ کو نہ ہوا ہو۔

ایک گاؤں کا نمبردار یا محلہ دار یا گھر کا کوئی عمدہ آدمی مر جاوے تو گھر والوں۔ محلہ والوں یا دیہات والوں کو صدمہ ہوتا ہے پھر وہ نبی جو کل دنیا کے لئے آیا تھا اور رحمۃ للعالمین ہو کر آیا تھا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں فرمایا ہے

وما ارسلناك الا رحمة للعلمين

اور پھر دوسری جگہ فرمایا۔ قل يا ايها الناس انى رسول الله اليكم جميعا پھر وہ نبی جس نے صدق اور وفا کا نمونہ دکھایا اور وہ کمالات دکھائے کہ جنکی نظیر نظر نہیں آتی۔ وہ فوت ہو جاوے اس ان جان نثار متبعین پر اثر نہ پڑے جنہوں نے اسکی خاطر جانیں دینے سے دریغ نہ کیا۔ جنہوں نے وطن چھوڑا خویش و اقارب چھوڑے اور اسکے لئے ہر قسم کی تکلیف اور مصیبت کو [illegible] راحت جان سمجھا ایک ذرا سے فکر اور توجہ سے یہ بات سمجھ میں آ جاتی کہ جب [illegible] انہیں اس خیال کی تصور سے ہو سکتا ہے اسکا اندازہ اور قیاس ہم نہیں کر سکتے۔ انکی تسلی اور تسکین کا موجب یہی آیت تھی کہ حضرت ابو بکر نے پڑھی اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے کہ انہوں نے ایسے نازک وقت میں صحابہ کو سنبھالا۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بعض نادان اپنی جلد بازی اور شتاب کاری کیوجہ سے یہ کہدیتے ہیں کہ یہ آیت تو بیشک حضرت ابو بکر نے پڑھی لیکن حضرت عیسے علیہ السلام اس سے باہر رہ جاتے ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ ایسے نادانوں کو میں کیا کہوں وہ باوجود مولوی کہلانے کے ایسی بیہودہ باتیں پیش کرتے ہیں وہ نہیں بتاتے کہ اس آیت میں وہ کونسا لفظ ہے جو حضرت عیسے کو الگ کرتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے تو کوئی امر قابل بحث اسمیں چھوڑا ہی نہیں قد خلت کے معنے خود ہی کر دے افان مات او قتل اگر کوئی تیسری شق بھی اس کے سوا ہوتی تو کیوں نہ کہدیتا او رفع بجسده العنصرى الى السماء کیا خدا تعالیٰ اس کو بھول گیا تھا جو یہ یاد دلاتے ہیں۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

اگر صرف یہی آیت ہوتی تب بھی کافی تھی مگر میں کہتا ہوں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی تو انہیں ایسی محبوب اور پیاری تھی کہ اب تک آپ کی وفات کا ذکر کر کے یہ لوگ بھی روتے ہیں پھر صحابہ کے لئے تو اور بھی درد اور رقت اسوقت پیدا ہو گئی تھی میرے نزدیک مومن وہی ہوتا ہے جو آپ کی اتباع کرتا ہے اور وہی کسی مقام پر پہونچتا ہے۔ جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ نے فرما دیا ہے۔

قل ان كنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله

یعنے کہدو کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کو محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو تاکہ اللہ تمہیں اپنا محبوب بنا لے۔

اب محبت کا تقاضا تو یہ ہے کہ محبوب کے فعل کے ساتھ خاص موالست ہو۔ اور مرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے آپ نے مر کر دکھا دیا پھر کون ہے جو زندہ رہے یا زندہ رہنے کی آرزو کرے یا کسی اور کے لئے تجویز کرے کہ وہ زندہ ہے۔

محبت کا تقاضا تو یہی ہے کہ آپ کی اتباع میں ایسا گم ہو کہ اپنے جذبات نفس کو تھام لے۔ اور یہ سوچ لے کہ میں کسی کی امت ہوں ایسی صورت میں جو شخص حضرت عیسے علیہ السلام کی نسبت یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ وہ اب زندہ ہیں وہ کیونکر آپ کی محبت اور اتباع کا دعویٰ کر سکتا ہے؟ اسلئے کہ [illegible] آپ کی نسبت وہ گوارا کرتا ہے کہ مسیح کو افضل قرار دیا جاوے اور آپ کو مردہ کہا جاوے مگر اسکے لئے وہ پسند کرتا ہے کہ زندہ یقین کیا جاوے۔

(باقی آئندہ)

کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمان

۹۔ ستمبر ۱۹ء۔ فرمایا ہمارے سامنے جو کام آیا ہے وہ آسان نہیں بلکہ نہائت مشکل کام ہے ہمارے دو کام ہیں اندرونی طور پر قوم کو درست کرنا اور تقویٰ و طہارت کا گم شدہ راستہ انکو دوبارہ دکھانا اور اُس پر چلانا۔ اور دوسرا بیرونی حملوں کو روکنا اور کسر صلیب کرنا۔ یہ ہر دو کام ایسے مشکل ہیں کہ بغیر اللہ تعالیٰ کے خاص معجزہ نما کاموں کے معمولی انسانی کوششوں سے کبھی یہ کام پورا نہیں ہو سکتا۔ ہمارے بیوقوف مخالف نادانی کے ساتھ مسیح کو آسمان پر چڑھائے بیٹھے ہیں اور خیال نہیں کرتے کہ اتنے عرصہ تک اس نامعقول عقیدہ نے کیا فساد ڈالا ہے جو آئندہ اس عقیدہ فاسدہ کی پیروی سے اُن کو کچھ حاصل ہو جائیگا۔ خدا تعالیٰ حکیم اور علیم اور عمیق اور دقیق باتوں کا واقف کار ہے اسکی حکمت نے جو راہ اختیار کی ہے اُسی پر چلنے سے اسلام کا بول بالا ہو سکتا ہے

یسوع تو خود داغی ہو چکا کہ ان کی نام میں قدر شرک ہوتا ہے۔ اب انکی آمد میں اسلام کیواسطے کوئی فائدہ کی صورت نہیں بن سکتی

اسلام کیواسطے بیرونی اور اندرونی فساد اس حد تک پہونچ چکے ہیں کہ ظاہری عقل کے مطابق تو اب یاس اور نو امیدی کے سوائے اور کچھ باقی نہیں ہے دین کی اشاعت کے سبب سے جو سامان اور طاقتیں عیسائیوں کے پاس ہیں کہ ایک ایک کتاب کو کئی کئی لاکھ چھاپتے ہیں اور مفت تقسیم کرتے ہیں وہ بات مسلمانوں کو کہاں حاصل ہے۔ یہاں تو ایک معمولی رسالہ چھاپنا ہو تو اس کے واسطے بھی سامان بمشکل حاصل ہوتا ہے۔ غرض ظاہری دولت اور طاقت اور سعی کے ذریعے سے ہم فتح نہیں پا سکتے بلکہ ہمارا ہتھیار ہے صرف دعا اور توجہ الی اللہ۔ یہ ہماری مہم صرف دعا کے عظیم الشان ذریعہ سے سر ہوگی ڈاکٹر عبد الحکیم خاں اس پر اعتراض کرتا ہے کہ ایک جگہ بیٹھے ہوئے ہیں۔ کیوں ایسا نہیں کرتے کہ شہر بشہر گشت کریں۔ یہ اسکی غلطی ہے۔ اگر میں جانتا کہ لوگوں میں پھرنے سے فائدہ حاصل ہو سکتا ہے تو میں ضرور ہی ایسا کرتا۔ حدیث شریف میں دجال کے متعلق آیا ہے۔ کہ لایدان لاحد لقتالها۔ اُس کے ساتھ جنگ کرنے کے ہاتھ کسی کے پاس نہ ہوں گے زمینی اسباب کے ساتھ ہم اس دجال کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ کیونکہ زمینی اسباب خود اُس کے پاس بہت ہیں۔ ہمارے پاس کوئی اعلےٰ ہتھیار ہونا چاہیئے۔ جو اس کے پاس نہ ہو۔ تب تو ہم فتح پا سکتے ہیں۔ آجکل مخلوق پر دنیا کی محبت حد سے زیادہ غالب ہے۔ اس کو ہم نکالنا چاہتے ہیں اور اسی کو نکالنا سب سے زیادہ مشکل کام ہے لکھا ہے کہ سب سے آخر جو چیز نفس سے نکلتی ہے وہ دنیا کی محبت ہی ہے بجز ایک آسمانی طاقت کے ہمارے واسطے کوئی کامیابی کی راہ نہیں۔

فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہم کو سورۂ فاتحہ میں یہ دعا سکھائی کہ اے خدا تو ہمیں مغضوب علیہم میں سے بنا نہ اور نہ ضالین میں سے۔ اب سوچنے کا مقام ہے کہ ان ہر دو کا مرجع حضرت عیسےٰ ہی ہیں۔ مغضوب علیہ وہ قوم ہے جس نے حضرت کے ساتھ عداوت کرنے اور انکو ہر طرح سے دکھ دینے میں غلو کیا اور ضالین وہ لوگ ہیں جنہوں نے ان کے ساتھ محبت کرنے میں غلو کیا اور خدائی صفات اُن کو دیدیئے۔ صرف ان دو نکمی حالت سے بچنے کے واسطے ہم کو دعا سکھائی گئی ہے اگر دجال ان کے علاوہ کوئی اور ہوتا۔ تو یہ دعا اسطرح سے ہوتی کہ غیر المغضوب علیہم ولا الدجال۔ یہ ایک پیشگوئی ہے جو اس زمانہ کے ہر دو قسم کے شر سے آگاہ کرنے کیواسطے مسلمانوں کو پہلے سے خبردار کرتی ہے۔ یہ عیسائیوں کے مشن ہی ہیں جو کہ اس زمانہ میں ناخنوں تک زور لگا رہے ہیں۔ کہ اسلام کو سطح دنیا سے نابود کر دیں اسلام کیواسطے یہ سخت مضر ہو رہے ہیں اور باوجود ایسے سخت مفاسد کے دیکھنے کے پھر خیالی اور وہمی باتوں کے پیچھے پڑنا اور دجال کو کسی اور جگہ تلاش کرنا غلطی میں داخل ہے۔ ہمارے سامنے تو ایک ایسا خطرناک دجال موجود ہے کہ اسکی نظیر پہلی امتوں میں موجود نہیں۔ کوئی انسانی طاقت اور ہاتھ اس کو زیر نہیں کر سکتا۔ ہاں خدا کے ہاتھوں سے یہ کام ہوگا یہ کام جو ہمارے درپیش ہے اور جس کا ہم نے دعوےٰ کیا ہے کہ ہم کسر صلیب کے واسطے آئے ہیں یہ ہمارے واسطے کوئی تھوڑا سا غم نہیں کیونکہ ہمارا اصل کام پورا نہ ہو تو پھر معجزات اور کرامات بھی کچھ شے نہیں ایک طبیب اگر بیمار کا علاج نہیں کر سکتا اور بازی چھٹی لگا لیتا ہے۔ تو یہ امر اسکی طبابت کے دعوے کو مفید نہیں ہو سکتا پس ہم کو بڑا غم جو دامنگیر ہے وہ یہی ہے کہ کسر صلیب کا کام پورا ہو جائے۔ دوسرا پہلو غم کا اندرونی قوم کے متعلق ہے جو سیدھی بات کو الٹا سمجھتے ہیں اور **دوست کو دشمن خیال کرتے ہیں**۔ افسوس تو یہ ہے کہ ہماری دشمنی کی خاطر آنحضرت کے ساتھ بھی کرتے ہیں اور جو بات آنحضرت کے حق میں تائیدی ثبوت ہو وہ اگر ہم میں پایا جائے تو اس ثبوت سے بھی انکار کر جاتے ہیں مثلاً قرآن شریف کی یہ آیت کہ اگر رسول خدا تعالیٰ پر اپنی طرف سے کوئی بات بناتا تو فوراً ہلاک کیا جاتا ہے یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر ایک بڑی دلیل ہے کہ دعوےٰ نبوت کے ساتھ آپ ۲۳ سال تک کامیاب ہی ہوتے چلے آئے بہت سے اکابر نے اس دلیل کو کفار کے سامنے پیش کیا ہے۔ مگر اب چونکہ یہ دلیل ہمارے سلسلہ کی بھی تائید کرتی ہے اسواسطے اُس سے قطعاً انکار کر بیٹھے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ کوئی دلیل ہی نہیں مفتری بڑی مہلت پا سکتا ہے بعض کہتے ہیں یہ دلیل تو ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے خاص ہے۔ دوسرے انبیاء کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں۔ نادان نہیں جانتے کہ کیا دلیل بھی خاص اور مخصوص ہوا کرتی ہے۔ جو دلیل خاص ہے وہ تو بجائے خود ایک دعوےٰ ہے نہ کہ دلیل۔ ایسی ہی غلطی عیسائی لوگ کیا کرتے ہیں کہ جب کوئی بات یسوع کے متعلق پیش کیجاتی ہے کہ اُس نے فلاں کام کیوں کیا تو کہدیتے ہیں کہ وہ تو خدا تھا اور اس کے واسطے جائز تھا جو چاہتا کرتا۔ بیوقوف نہیں جانتے کہ دعوی خدائی تو بجائے خود ایک دعویٰ ہے نہ کہ دلیل۔ دعوے بطور دلیل کے کسطرح پیش ہو سکتا ہے۔ سو جھوٹے دعوے والا کبھی سرسبز نہیں ہوا۔ کبھی کسی کاذب کو اتنی مہلت نہیں ملی۔ جتنی کہ آنحضرت کو ملی۔ افسوس آتا ہے کہ ہماری عداوت کے سبب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھی دشمنی کیجاتی ہے۔ جو تبدیلی ہم اسوقت قوم کے درمیان چاہتے ہیں وہ کسی آسمانی طاقت کے ذریعہ سے ہو سکتی ہے ورنہ زمینی لوگوں کی اختیار میں نہیں کہ وہ عظیم الشان کام کر دکھائیں ابتدائے اسلام میں بھی جو کچھ ہوا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا ہی نتیجہ تھا۔ جو کہ مکہ کی گلیوں میں خدا تعالےٰ کے آگے رو رو کر آپ نے مانگی جسقدر عظیم الشان فتوحات ہوئے کہ تمام دنیا کے رنگ ڈھنگ کو بدل دیا وہ سب آنحضرت کی دعا کا ہی اثر تھا ورنہ صحابہ کی قوت کا تو یہ حال تھا۔ کہ جنگ بدر میں صحابہ کے پاس صرف تین تلواریں تھیں اور وہ بھی لکڑی کی بنی ہوئی تھیں قوم کو چاہیئے کہ جہانتک ہو سکے تقویٰ اور طہارت کو اختیار کرے اور خدا تعالیٰ کیطرف رجوع کرے۔ تب ہی کچھ بن سکیگا۔ (بدر)

قابل قدر فیاضی

منی پور کی جماعت نے دس روپیہ کا منی آرڈر مجھے بھیجا ہے اور اسے اپنے خادم ہیچمیرز ایڈیٹر کی ذات خاص کے مصارف کے لئے مخصوص کیا ہے میں منی پور کی جماعت کے حسن ارادت اور محبت کا شکرگزار ہوں جو وہ اپنے خادم سے رکھتی ہے۔ فی الحقیقت یہ امر بھی ہمارے سید ومولا امام کی سچائی کی دلیل ہے کہ اس نے ایک قوم کے اندر کسطرح پر احسان شناسی کا مادہ پیدا کر دیا۔ ہرچند یہ دس روپیہ کی رقم میری اپنی ذات کے لئے بھیجی گئی ہے مگر میں نے اس کو زیادہ کارآمد اور مفید بنانا چاہا ہے اور وہ یہ ہے کہ اس سے دس نادار اور کم وسعت والے احباب کے نام اخبار جاری کیا جائے جو ادنےٰ شرح پر بھی نہیں خرید سکتے ہیں وہ [illegible] الحکم اپنے نام جاری کرالیں تو دس پرچوں الحکم کی دس روپیہ کی یہ رقم پوری کر دیگی اور اسطرح پر یہ دس روپیہ قریباً ایک سو آدمیوں کی روحانی دعوت اور تربیت کا سامان بہم پہونچا سکیں گے۔ اور فرستادگان کے مقصد کو بہترین طریق پر ادا کریں گے جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ اگر ذی ہمت احباب اپنے نادار بھائیوں کے لئے علمی خیرات کا سلسلہ اسی رنگ میں بہم پہونچائیں تو کیا خوب ہو۔ میں نے ایک مرتبہ ایک ہزار الحکم مفت شائع کرنے کی تجویز پیش کی تھی اسمیں صرف چار پرچے جاری ہوئے۔ وقت ہے کہ اسپر توجہ کیجائے۔

متفرق مضامین

غزل

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

مرا نہ زہد و عبادت نہ خدمت و کار است
ہمیں مرا است کہ جانم رہین دلدارے است
چہ لذتے است بروئیش کہ جان فدائیش باد
چہ راحتے است بگوئیش اگرچہ خون بارے است
مسیح وقت مرا کرد آنکہ دید ایں حال
بہ ہیں دلایل دعوائے اگرچہ بیکارے است
دوائے عشق نخواہم کہ آن ہلاکت ماست
شفا ما بہ ہمیں رنج و درد وزارے است

دیگر

اگر مردی رہ مولےٰ طلب کن۔
چہ نالی روز و شب از بہر مردار
نے رنجم گر اکنوں سر بہ پیچند
کہ ترک رسم ورہ کارے است دشوار
فلک را بیں کہ مہر و مہ سیہ شد
زمیں طاعون برآرد بہر انذار

نوٹ۔ یہ نظم پہلے کبھی شایع نہیں ہوئی۔

مسیح موعود علیہ السلام کی ایک پرانی تحریر

مَیں خوش کیوں ہوں

میرے دل میں تین خوشیاں ہیں جو میرے لیے دنیا اور آخرت میں بس ہیں۔ (۱) ایک یہ کہ مَیں نے اس سچے خدا کو پالیا ہے۔ جو درحقیقت خدا ہے۔ جس کی طرف سجدہ کرتے ہوئے ہر ایک ذرہ ایسا ہی جھکتا ہے جیسا کہ ایک عارف جھکتا ہے (۲) دوسری یہ کہ اس کی رضامندی مَیں نے اپنے شامل حال دیکھی ہے اور اسکی رحمت سے بھری ہوئی محبت کا مَیں نے مشاہدہ کیا ہے (۳) تیسرے یہ کہ مَیں نے دیکھا اور تجربہ کیا ہے۔ کہ وہ عالم الغیب ہے۔ اور ایسا کامل رحیم ہے۔ کہ ایک رحم اسکا تو عام ہے۔ اور ایک خاص رحم اسکا ان لوگوں سے رکھتا ہے۔ جو اس میں کھوئے جاتے ہیں اور وہ قدیر ہے۔ جسکی تکلیف کو راحت کے ساتھ بدلنا چاہیے۔ ایک دم میں بدل سکتا ہے۔ یہ تین صفتیں اس کے پرستاروں کے لیے بڑی خوشی کا مقام ہیں۔ (رسالہ تشحیذ الاذہان)

رسالہ الدین والادب ایک روسی اخبار سے ترجمہ کرتا ہے

کہ مشرقی روس میں عیسائی پادریوں نے یہ سمجھ کر کہ مسلمان جاہل کسندہ تراش دین و مذہب سے بیگانہ اور صفات انسانی سے ناواقف ہیں۔ اُنکو با سانی عیسائی بنایا جا سکیگا عیسائیت کی دعوت شروع کی اور بخیال خود مسلمانوں کے عیسائی بنانے میں پورا جد و جہد کیا۔ لیکن انہیں خبر نہ تھی کہ وہی مسلمان جنکو وہ جاہل اور علم سے بے بہرہ سمجھکر مسیح کی بھیڑوں میں شامل کرنے چلے ہیں۔ عیسائیت کے ناک کان کتر نکے بو جا بنا دینگے۔ اور آخر کار عیسائیت کو بے نیل مرام ہی نہیں بلکہ ذلیل و خوار ہو کر وہاں سے لوٹنا اور دعوت و تبشیر کو بند کرنا پڑیگا۔ ان عیسائیوں کو تو خبر ہی نہیں کہ اسلام ہے کیا۔ اور اسکے اصول و قانون کیا ہیں۔ اور عیسائیت کے مقابلہ میں کیسی ہیں۔ اپنے دل میں انہوں نے یہ سمجھ رکھا ہے۔ کہ اسلام کی بنا جو کچھ ہے تعصب پر ہے اور تعصب کے توڑنے کے ہتھکنڈے چونکہ ان لوگوں کو خوب آگئے ہیں۔ اس لیے قیاس کر لیتے ہیں کہ ہم ضرور اسلام اور مسلمانوں کو زیر کر کے رہیں گے۔ اسی برتے پر مسلمانوں میں مسیح کی قدوسیت اور الوہیت کا وعظ شروع کرتے ہیں۔ لیکن ہمیشہ ناکام رہتے ہیں۔ مشرقی روس میں بھی روسی پادریوں کو یہی پیش آیا۔

بھلا کیونکر ممکن ہے کہ جو خدائی واحد کے ماننے والے ہوں۔ وہ تثلیث کے قائل ہو جائیں۔ اور کہنے لگ جائیں کہ تین ایک ہے۔ اور ایک تین۔ مسلمانوں کا عقیدہ توحید ہی پادریوں کے مونہہ توڑنے کے لیے کافی ہے۔ چہ جائیکہ مشرقی روس کے مسلمان علم و مذہب سے ایسے بیخبر بھی نہ تھے۔ جیسا کہ پادریوں نے سمجھا تھا۔ اُنمیں عالم دین۔ فاضلان مذہب موجود تھے۔ جب پادریوں نے وہاں جاکر اپنی دوکان کھولی۔ اور مونہہ پھاڑ پھاڑ کر یسوع مسیح یسوع مسیح پکارنے لگے۔ اگرچہ کوئی مسلمان اُنکے دام تزویر میں نہ پھنسا تاہم مسلمانوں کو غیرت آگئی۔ اور انہوں نے بھی مقابلہ میں توحید و اسلام کی منادی شروع کر دی۔ جب پادریوں نے دیکھا کہ یہاں تو پاؤں جمانا بھی مشکل ہے۔ بوریہ بندھنا باندھ کر جدھر سے آئے تھے ادھر ہی چلدیے۔ لیکن چونکہ سودائے خام عیسائیوں کے دل میں سمایا ہوا ہے۔ اور چاہتے ہیں کہ اگر حجت سے نہ بر آسکیں۔ تو زور اور حکومت کے ہی اثر سے اپنا کام نکالیں۔ اور روس کو اسلامی آبادی سے خالی کر کے خالص عیسائیت کا مخزن بنا دیں۔ اس لیے بارگاہ قیصری میں جاکر جانشین مسیح کو پکارا۔ اور دہائی دی۔ کہ اگر ان مسلمانوں کو بزور تعلیم و مذہبی پابندی سے نہ روکا گیا۔ تو یہ ایک دن عیسائیت کی بساط الٹ دینگے۔ قیصر کے حواس باختہ تو ہو ہی رہے ہیں۔ دم کے دم میں اگر والی مشرقی روس کے نام حکم بھیجدیا۔ کہ مسلمان عیسائیوں میں کھڑے ہو کر اسلام کے معارف و حقائق نہ بیان کریں۔ اور تا بامکان عیسائی آبادی کو مسلمانوں سے زیادہ اختلاط کا موقع بھی نہ دیا جائے۔ کہ کہیں اندر اسلام اپنا کام نہ کر جائے۔ علمائے اسلام نے چونکہ دعوت اسلام اور مناقبہ [illegible]

اور وہ اب وہاں ٹھہرتے نہیں۔ اس لیے اس حکم سے چنداں مسلمانوں کا نقصان نہیں ہوا لیکن اس خیال سے کہ کہیں پادری پھر ادھر کا رُخ نہ کریں اور مسلمان بے دست و پا ہونیکی وجہ سے برسر مقابلہ اٹھ سکیں تعمیم تعلیم پر توجہ مبذول کر دی ہے تاکہ آئندہ پادریوں کی چالوں سے محفوظ تو رہ سکیں۔ اور مذہب سے باخبر ہونا۔ ضعف اعتقاد کا سبب ہو۔ (وطن)

ڈسٹرکٹ بورڈ گورداسپور توجہ کرے

مجھے متعدد مرتبہ مقامی حکام کو بعض ضروری امور کی طرف متوجہ کرنیکا موقع ملا ہے۔ اور مَیں شکر گذاری سے ظاہر کرتا ہوں کہ ذمہ وار حکام نے الحکم کی مشورتوں کو توجہ اور غور سے پڑھا اور پبلک کی ضرورتوں کو رفع کرنیکی سعی کی ہے۔ قادیان کے متعلق صفائی وغیرہ امور کے متعلق ایک عرصہ گذرتا ہے الحکم نے سوال اُٹھایا تھا۔ اور تحصیلدار صاحب بٹالہ کی توجہ سے وہ سوال یہانتک زیر بحث آیا کہ قادیان کے نوٹیفائیڈ ایریا قرار دیے جانے کی تجویز صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گورداسپور تک پہنچائی گئی۔ مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ کئی سالوں سے وہ مثل گوشہ گمنامی میں پڑی ہوئی ہے محض اس لیے کہ جب تک صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر قادیان نہ آئے اسپر کوئی مزید کارروائی نہیں ہو سکتی۔ قادیان کے باشندوں کی خوش قسمتی سے شاید امسال سرما میں اپنے صاحب ضلع کی خدمت میں زبانی عرض کرنیکا موقع پائیں بہتر ہے کہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر تحصیلدار صاحب کی باضابطہ رپورٹ پر قادیان کو نوٹیفائیڈ ایریا قرار دیے جانے کی تجویز مکمل کر دیں۔ قادیان کی حالت دن بدن رو بہ ترقی ہے یہاں ایک ہائی سکول ہے اور ایک ڈسٹرکٹ بورڈ کا پرائمری سکول ہے۔ اسکے علاوہ آدمیوں کی آمد و رفت کثرت سے ہے اس لیے ضرورت ہے کہ یہاں کی صفائی کی طرف خصوصیت سے توجہ کیجاوے جب تک کوئی باقاعدہ کارروائی نہیں ہو گی ڈسٹرکٹ بورڈ گورداسپور کا فرض ہے کہ وہ یہاں کی صفائی کے لیے خاص تجاویز عمل میں لاوے۔ اور اس سڑک کا خصوصیت سے انتظام کیا جاوے جو قادیان اور بٹالہ کے درمیان جاری ہے اس سڑک پر یکوں کی کثرت سے آمد و رفت ہے اسکا پختہ کیا جانا ازبس ضروری ہے۔ یہانتک کہ ڈاک بھی بٹالہ اور قادیان کے درمیان یکہ پر آتی ہے اور ضلع گورداسپور میں شکر گڑھ لائن کے سوا دوسری یکہ لائن بجز قادیان کے اور کوئی نہیں ہے اس سے قادیان کی اہمیت کا پتہ لگ سکتا ہے۔ بہر حال اس سڑک کو ضرور پختہ کیا جاوے اور اسکے کنارے سایہ دار درخت لگائے جاویں ڈسٹرکٹ بورڈ کے ممبر اپنے فرض کو منجب سمجھیں گے اور ایسی حالت میں جبکہ گورنمنٹ نے ایک خاص اور کثیر رقم ڈسٹرکٹ بورڈوں کو سڑکوں کی درستی کے لیے عطا فرمائی ہے۔ گورداسپور کا ڈسٹرکٹ بورڈ اس سڑک کی اہمیت کو فراموش نہ کریگا۔ اور اگر اسے زیادہ ضرورت ہے تو وہ تحصیلدار صاحب بٹالہ سے تصدیق کر سکتے ہیں کہ کسقدر کثرت سے آمد و رفت ہے

مَیں انشاء اللہ العزیز اس معاملہ کو اسوقت تک جاری رکھونگا جب تک یہ معاملہ یک سو نہ ہولے اور مجھے امید ہے کہ ڈسٹرکٹ بورڈ کا فہیم پریزیڈنٹ اور اسکے ذمہ دار ممبر اس سوال پر بہت جلد توجہ فرمادیں گے +

تازہ الہامات

قال ربك انه نازلٌ من السماء ما یرضیك۔ وملتنزل الا بامر ربكٌ۔ قد سمع الله اجیبت دعوتكٌ۔ ان الله مع الذین اتقوا والذین هم محسنونٌ۔ بارك الله فی الهاملك ووحیك ورؤیاك۔ کتبت لك رحمةً فی الدنیا والاٰخرةٌ۔ نزید فی رحمتك وصدقك ووفاء لك رای نزید برکاتٍ کل مکذب۔ یا ایها العزیز مسنا واهلنا الضر وجئنا ببضاعة مزجاةٍ فاوف لنا الکیل وتصدق علینا ان الله یجزی المتصدقین۔ ما انا الا کالقراٰنٌ وسیظهر علیٰ یدی ما ظهر من الفرقانٌ۔

اور خواب میں دیکھا کہ مَیں ایک فراخ اور خوبصورت اور چمکدار چوغہ پہنے ہوئے چند آدمیوں کے ساتھ ایک طرف جا رہا ہوں اور وہ میرے گھٹنوں تک لٹک رہا ہے اور چمک کی شعاعیں اس میں سے نکل رہی ہیں۔ اور یہ بھی الہام ہوا۔ **خدا اُس کو پنج بار ہلاکت سے بچائے گا** (نہ معلوم کس کے حق میں ہے) اور دیکھا کہ ایک بھونچال آیا کچھ دہشت ناک معلوم ہوا اور ہم چھت کے نیچے سے باہر آگئے اور مبارک بھی ساتھ تھا اور خفیف خفیف بارش کے قطرے بھی برس رہے تھے۔ ۱۷ ستمبر ۱۹۰۶ء

بروز دوشنبہ

ایڈیٹوریل بریف نوٹس

ڈاکٹر عبدالحکیم خاں کو نیا ڈیلیا ڈاکٹر عبدالحکیم خاں کے متعلق لاہور کے وہریہ اخبار نے ایک نوٹ لکھا ہے جو اس قابل ہے کہ الحکم کے ناظرین اسے ضرور پڑھیں دہریہ اخبار کے ایڈیٹر صاحب گو چونکہ خدا تعالیٰ کی ہستی سے انکار ہے اسلئے اس نے ایک موقع پر اس الہام پر اعتراض کیا ہے اسوقت میں اس اعتراض کا جواب دینے کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ اسلئے کہ وہ جس مہمل اعتراض کو اپنا لیڈر اور رہنما سمجھتا ہے وہ خود ایک وقت میں نہ صرف خدا تعالیٰ کی ہستی کا قائل بلکہ الہام کا مدعی تھا۔ اور اسوقت اس نے اس مسئلہ کو خوب حل کر لیا ہوگا تاہم ڈاکٹر صاحب کے متعلق اسکی رائے قابل غور ضرور ہے۔ اور وہ یہ ہے مرزا غلام احمد صاحب کا ایک باغی شاگرد۔ ہمارے پاس قادیان سے ایک اشتہار بغرض اشاعت آیا ہے کہ جس میں مرزا صاحب نے اپنے ایک باغی شاگرد ڈاکٹر عبدالحکیم خاں نامی کا ذکر کرکے۔ اور اس نے جو کچھ الزامات لگائے ہیں ان کا اشارہ دیکر تحریر فرمایا ہے۔ کہ خدا کی طرف سے مرزا صاحب کو الہام ہوا ہے۔ کہ اس شخص کو جلد ہی ان نالائق حرکت کے لئے خوار ہونا پڑیگا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاگرد مذکور نے بھی مرزا صاحب کی نسبت ایک اسی قسم کا الہام مشہور کیا ہے۔ لیکن ہمیں ان الہامی مقابلہ سے تو کچھ غرض نہیں ہے کیونکہ اگر یہ ایک کوئی شئے ہے۔ اور اسے لوگوں کی رہبری کیلئے کچھ بتانا مقصود ہے تو اسکے ہمیں بنیادی منشا بتا جانیں کیوں مار ہونی چاہئے۔ لیکن ہمیں اس بات پر ضرور تعجب ہے کہ جبکہ ڈاکٹر عبدالحکیم خاں کا بیان ہے۔ کہ وہ مرزا صاحب کے قریباً بیس سال تک شاگرد رہے۔ اور اس عرصہ میں ہمیشہ وہ انہیں نیک اور پارسا آدمی تصور کرتے رہے تو اب انکا یہ بیان کس طرح وقعت کی نگاہ سے دیکھے جانیکے لائق ہو سکتا ہے کہ مرزا صاحب موصوف نہ صرف اب خراب آدمی بنگئے ہیں۔ بلکہ قریباً اس سارے عرصہ میں ہی وہ ایسے ہو کہ بار شخص رہے ہیں۔ کیا ڈاکٹر عبدالحکیم کا یہ بیان ظاہر نہیں کرتا کہ یا تو اس کے اخلاقی جواس اسقدر کمزور ہیں۔ کہ وہ اتنے عرصہ میں مرزا صاحب سے بخوبی واقفیت رکھکر بھی جان نہ سکا کہ آیا وہ راستباز اور دیانتدار شخص ہیں یا اس کو برخلاف ہا ایسی صورت میں اب ایسے شخص کی بات کا کیوں اعتبار کرنا چاہئے اور دوسرے اگر وہ پہلے ہی انہیں خراب آدمی جانتا تھا۔ مگر پھر بھی ۲۰ سال تک انکا ساتھ دیتا رہا اور اب کسی خاص غرض کو حالات بتانے کیلئے ظاہر ہوا ہے تب بھی وہ خود معتبر اور دیانتدار شخص ثابت نہیں ہوتا۔ یہ تو ہم سمجھ سکتے ہیں کہ کسی آدمی کی کسی نئی کارروائی یا بات کو اسکا کوئی پیرو ناپسند کرکے اس سے کنارہ کر جائے۔ لیکن جو باغی شاگرد یہ بتانے آتا ہے کہ اس سارے عرصہ میں ہی اسکا پیشوا ایک خراب آدمی تھا تو جب تک وہ کسلئے کسلا یہ اقرار نہ کرے کہ میں بھی ویسا ہی مکار اور دھوکہ باز تھا۔ اور اس لئے اسکا ساتھ دیتا رہا مگر اب میں دیانتدار ہوگیا ہوں اور اسلئے اسکی دھوکہ بازی کو ظاہر کرتا ہوں۔ تب تک اسکی باتیں اس قابل ظاہر نہیں کرتا کہ اسے کچھ توجہ دینے کے لائق بھی تصور کیا جاوے گو تب بھی ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ آیا جس شخص نے اتنے برس تک بقول خود دھوکہ باز کا ساتھ دیا ہے۔ وہ اب بھی کہانتک راستباز بن گیا ہے۔

شیطانی الہام ہونے لگے

۲۴ جولائی ۱۹۰۶ء کو الحکم میں ہم نے ڈاکٹر عبدالحکیم خاں کے الہام انک لمن المرسلین پر ایک تنقیدی نوٹ لکھا تھا۔ جسکا جواب ڈاکٹر مذکور نے روزگار میں چھپوایا ہے اور اس کے چند فقرے یہ ہیں۔

"کیا ہی سچ ہے کہ دجّال کانا ہوگا خدا کا نا نہیں بیچیالی اور دھوکہ دہی بھی ان دجالیوں پر ختم ہے خود فضیحت دیگراں را نصیحت بھی انہیں پر ختم ہے"

یہ تمہید ہے اس جواب کی جو میرے اعتراض کا دیا گیا ہے اور یہ لکھی ہے اس شخص نے جو کہتا ہے مجھے الہام ہوا انک لمن المرسلین یہ جواب ہے اس شخص کیطرف سے جو صاحب خلق عظیم علیہ التحیۃ والتسلیم کے خلق کا نمونہ دکھانا چاہتا ہے یہ جواب ہے اس شخص کیطرف سے جو حضرت مسیح موعود اور آپ کے خدام پر فحش گوئی کا الزام لگاتا ہے۔ یہ جواب ہے اس شخص کیطرف سے جو قرآن کریم کی عملی روح مسلمانوں میں پھونکنے کا مدعی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

بلا سے کوئی ادا انکی بدنما ہوجا
کسیطرح سے تو مٹ جائے حوصلہ دلکا

ڈاکٹر صاحب! میں نہایت ادب سے بنظر عطائے تو بلقائے تو آپ ہی کا ہمزبان ہو کر کہتا ہوں

"کیا ہی سچ ہے دجّال کانا ہوگا خدا کا نا نہیں بیچیائی اور دھوکہ دہی بھی ان دجالیوں پر ختم ہے خود فضیحت دیگراں را نصیحت بھی انہیں پر ختم ہے"

غور سے ملاحظہ فرمایئے یہ کس کے حالات کا آئینہ ہے یہ تو آپ تسلیم کریں گے کہ یہ صفات شیطان کی ہیں۔ اب آپ یہ بھی غور کریں کہ آپ نے اسی جواب میں صاف تسلیم کر لیا ہے کہ

میرا ہرگز خیال نہیں کہ میں نبی یا رسول ہوں یا میرے خواب والہام نفسانی اور شیطانی امیزشوں سے پاک ہیں

اگر میرے کسی خواب یا الہام یا اپنے الفاظ سے خلاف قرآن یا حدیث کا اشتباہ ہو تو ہر مسلمان کا حق ہے کہ اسکی مناسب تاویل کرے اور اگر اسکی نہ ہو سکے تو اسکو بلا تردد شیطانی سمجھے جبکہ آپ اپنے الہامات اور خوابات کو شیطانی امیزش سے پاک قرار نہیں دیتے۔ تو گویا آپ ہی کے الفاظ آپ پر چسپاں ہیں یا نہیں کہ

"کچھ عرصہ کے لئے شیطان آپ پر مسلط ہوگیا ہے کیونکہ ہر الہام جو قرآن کے خلاف ہو شیطانی ہے اور قرآنی ارشاد ہے ومن یعش عن ذکر الرحمٰن نقیض لہ شیطانا فھو لہ قرین"

اس صورت میں وہ تمام گالیاں جو ہمیں دی ہیں انکے جائز حقدار اور موضوع صحیح آپ ہوئے یا کوئی اور ہیں۔ آپ کی گالیوں کا جواب دینا نہیں چاہتا اسلئے کہ یہ نیکی اور سچ بات ہے اگر کتا کسی کو کاٹے تو کوئی سلیم الفطرت انسان کتے کو دانت نہیں مار یگا لیکن میں یہ ظاہر کرنے کی ضرورت سمجھتا ہوں کہ آپ نے صاف الفاظ میں تسلیم کر لیا ہے کہ آپ کو شیطانی الہام بھی ہوتے ہیں۔ اب پبلک خود اندازہ کریگی کہ جن الہامات کی بنا پر آپ نے خدا کے برگزیدہ رسول کا خلاف کیا ہے انپر خود آپ کو کامل یقین نہیں چہ جائیکہ وہ اوروں کے لئے حجت ہو۔ یہ ہے وہ ترقی جو آپ نے صادق کی مخالفت کیوجہ سے حاصل کی کہ شیطانی الہام ہونے لگے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

دیدۂ عبرت کشا و قدرتِ حق را ببیں

ڈوئی کا انجام بد ڈاکٹر ڈوئی کا نام الحکم کے ناظرین کو ابھی تک بھولا نہیں وہ اس یوم الفرقان کے منتظر ہیں جبکہ صادق کی صداقت اور کاذب کا کذب ظاہر ہو کر دنیا میں ایک نئی تحریک پیدا کریگا ڈوئی کے متعلق پیشگوئی کے بعد ڈوئی جن زبون حالتوں سے گذر رہا ہے وہ وقتاً فوقتاً ظاہر کیجاتی رہی ہیں لیکن جس حد پر ڈوئی پہنچ گیا ہے جوان خبروں سے (جو حال میں امریکہ کے اخباروں کے ذریعہ پہونچی ہیں) معلوم ہو جائیگا چنانچہ تازہ ڈاک امریکہ میں خبر آئی ہے کہ ڈوئی کا مقدمہ دائی واہ کیساتھ ہنوز چل رہا ہے۔ ڈوئی کے مرتد مریدنے یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ ڈوئی مجنون ہے مگر وہ جنون ایک خاص امر میں ہے جسکو انگریزی میں مانومینیا کہتے ہیں۔ ایک مشہور ڈاکٹر جو دماغی تحقیقات کے علم کا فاضل ہے اس شہادت کے واسطے عدالت میں طلب کیا گیا تھا۔ اس ڈاکٹر نے یہ شہادت دی ہے کہ ڈوئی کا دماغ درست نہیں رہا اور وہ مرض مانومینیا میں گرفتار ہے۔ ڈاکٹر نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ چونکہ یہ جنون ایک خاص بات میں ہے۔ اسواسطے ممکن ہے کہ ایسے جنون کا گرفتار کوئی بڑا کام بھی کرے اور کسی بڑے محکمہ کے انتظام کو پورا کر دکھائے لیکن باوجود اس کے ہر وقت یہی خطرہ رہتا ہے کہ وہ کسی وقت کوئی کام ایسا کرے جس سے یہ سارا کاروبار سخت نقصان اٹھائے اور خطرے میں پڑ جائے۔ جج نے اس شہادت کے سننے کے بعد کہا کہ کم از کم یہ بات فیصلہ شدہ ہے کہ ڈوئی اس قابل نہیں کہ اتنے بڑے شہر اور اس کے کارخانوں کا انتظام اس کے ماتحت رکھا جائے۔ لیکن برخلاف اس کے والی واہ بھی اس امر کا جائز حقدار نہیں کو تمام کاروبار اس کے سپرد کر دیا جائے اس واسطے جب تک آخری فیصلہ نہو جائے یہ جائداد ایک ثالث کے قبضہ میں دے دینی چاہئے جو کہ سرکار کی طرف سے مقرر کیا جائے چنانچہ ایک آدمی فوراً مقرر کیا گیا۔ اور مقدمہ کی تاریخ ڈالی گئی لیکن ڈوئی کی درخواست پر کہ میں اتنی مدت سے اس کارخانہ کے کام پر مصروف رہا ہوں اس کا معاوضہ مجھے ملنا چاہئے عدالت نے فیصلہ کیا کہ بیشک وہ حقدار ہے کہ اسے کچھ ملے لیکن تا حال یہ فیصلہ نہیں ہوا کہ کیا ملے۔

اس کے بعد ۱۷ اگست ۱۹۰۶ء کے اخباروں میں یہ بات شائع ہوئی کہ ڈوئی زینہ سے گر کر نیچے آ پڑا ہے اور اس کی حالت بہت نازک ہے۔ جب سے اسپر فالج گرا ہے وہ خود اپنے زور سے چل پھر نہیں سکتا اسواسطے ایک آرام کرسی پر لٹا کر اس کو نوکر اٹھا کر ادہر ادہر لیجایا کرتے ہیں۔ اس نے ایک بڑا وعظ کرنیکا ارادہ کیا تھا اور اس وعظ کے واسطے ملازم اسے آرام کرسی پر اٹھا کر نیچے لا رہے تھے کہ ایک ملازم کا پاؤں زینہ پر سے پھسل گیا اور وہ معہ کرسی گر پڑا اور ڈوئی کرسی سے گر کر لڑھکتا ہوا نیچے فرش پر جا پڑا اور بالکل بیہوش ہوگیا۔ وہ لیکچر موقوف کیا گیا۔ اور اس خبر کو ہر طرح سے چھپانے کی سعی کی گئی۔ سنا گیا ہے کہ ڈوئی کی بیوی ان حادثوں سے صدمہ زدہ ہو کر مفقود الحواس ہوگئی ہے اور اس نے واہی تباہی بکنا شروع کیا ہے۔ دیکھو کاذب کا انجام کیسا برا ہے۔ ڈوئی کا دعوےٰ تھا کہ میں خداوند یسوع کا فرستادہ رسول ہوں اور تھوڑے دنوں میں اسکا سلسلہ چمک اٹھا تھا۔ لیکن اب رسول کی رسالت اور اس کے خداوند کی خدائی کی حقیقت خوب کھل رہی ہے۔

وصیت

مفصلہ ذیل وصیت سکرٹری صاحب انجمن اشاعۃ اسلام نے برائے اشاعت بھیجی ہے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم ؛

۱۔ میں مسمی فیاض علی ولد رسول بخش قوم قریشی ساکن سردار تحصیل ہانور ضلع میرٹھ کا ہوں۔ بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۱۴ مئی ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اور اپنے قلم سے لکھدیتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو

۲۔ میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب سلمہ مسیح موعود رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں اور انکا مرید اور پیرو ہوں

۳۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ میں نے رسالہ الوصیت جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ و السلام کی طرف سے بتاریخ ۲۴۔ دسمبر ۱۹۰۵ء کو شائع ہوا ہے۔ تمام و کمال پڑھ لیا ہے میں اُن ہدایات کو جو اس میں درج ہیں پابند ہوں اور ایسا ہی میں اُن تمام ہدایات اور ضوابط کا بھی پابند رہوں گا۔ جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کیطرف سے یا انکی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیانی کی طرف سے مقبرہ بہشتی واقعہ قادیان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن مذکور کے متعلق شائع ہوئی۔ یا آئیدہ شائع ہوں گی۔ میں ان تمام کا اور ایسا ہی میرے ورثا میرے مرنے کے بعد اُن تمام ہدایات ضابطہ و قواعد منضبطہ مشتہرہ انجمن مذکورہ کے معاملہ وصیت ہذا میں پابند رہیں گے

۴۔ میری جائداد جو کھیوٹ نمبر ۲ ۶۲ لغایت بیگہ اراضی نہری جمعی ۲۰ واقع موضع سروڈ تحصیل ہانور ضلع میرٹھ میں نصف سے قدرے زاید ہے۔ جس پر وقت تک میرا مالکانہ قبضہ ہے اور میرے اور میرے حصہ میں سے دوسرے کو مداخلت نہیں اور اس وقت تک ہر طرح کی مخالفت سے بری ہے میں آج کی تاریخ اس جائداد کے جملہ حقوق و حصہ اپنی کو معہ جملہ حقوق کے یہ وصیت کرتا ہوں کہ میری یہ جائداد اس وقت جسکی قیمت عام خرید فروخت کے شرح سے مبلغ دو ہزار روپیہ کی ہے اور بھی میری جو دوسری جائداد ہو یہ وصیت کردہ جائداد کا دسواں حصہ ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی احکاموں کو قبول کر کے یہ وصیت کرتا ہوں کہ میری مرنے کے بعد صدر انجمن احمدیہ قادیان یا اس انجمن کے مقرر کردہ ماتحت مجلس قادیان کے سپرد کی جاوے۔ انجمن مذکور کو اختیار ہوگا کہ میرے مرنے کے بعد میری اس جائداد کو فروخت کر کے اس کی قیمت وصول کر لیں یا فروخت نہ کرے۔ تو اس وصیت کردہ جائداد سے مفاد اٹھا کر اغراض انجمن کو پورا کرے۔ غرضیکہ انجمن مذکور ہر طرح سے اس وصیت کردہ جائداد کی مالک متصور ہوگی۔ میرے کسی وارث کو خواہ احمدی ہو۔ یا غیر احمدی۔ میری وصیت کردہ جائداد سے کوئی تعلق نہیں ہوگا۔ اگر میری وصیت کردہ کی قیمت بڑھ جاوے۔ تو اس کی مالک بھی انجمن ہوگی ؛

۵۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ اگر آج کی تاریخ کے بعد میں اگر کوئی اور جائداد مذکورہ بالا جائداد کے علاوہ پیدا کروں۔ تو اس میں بھی بقدر دسواں حصہ کے صدر انجمن مقبرہ بہشتی کے نام وصیت سمجھی جاوے گی اور اس وقت دو مکان پختہ و خام رہائشی جو قصبہ سراوہ ضلع میرٹھ میں واقع ہیں کرایہ پر آباد کرائے جاویں گے۔ دیہات میں رسم نہیں کرایہ پر کوئی آباد نہیں۔ اور کسی معقول قیمت کو فروخت ہوتا ہے۔ اس اپنی پس ماندگان کہ جو حسب ذیل ہیں ان کی رہائش کے واسطے مستثنےٰ کرتا ہوں ان ہر دو مکان کا کوئی حصہ اس وصیت ہذا میں درج نہیں ہے۔ فرزند۔ دختر۔ زوجہ۔ اس کے سوا جو اور جائداد میں پیدا کروں۔ جس کا مفصل ذکر میں نے فقرہ مابین نمبر ۵ وصیت ہذا میں کیا ہے۔ ایسی جائداد کی وقتاً فوقتاً انجمن مذکور کو اطلاع دیتا رہونگا

۶۔ میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت پڑھے اور اگر میں قادیان میں فوت نہ ہوں۔ تو احمدی جماعت میری لاش ایک صندوق میں بند کر کے حسب ہدایات انجمن مذکور جو اب شائع ہو چکے ہیں۔ یا آئندہ شائع ہوں دارالامان قادیان میں پہنچائی جاوے اور وہاں کارپردازان مقبرہ بہشتی کے سپرد کی جاوے

۷۔ میری یہ بھی وصیت ہے کہ میری تجہیز اور تکفین اور میری لاش کو قادیان شریف پہنچانے اور وہاں دفن کرنیکے متعلق جس قدر خرچ اخراجات کی متکفل میری یہ جائداد وصیت کردہ جس کا ذکر میں نے فقرہ نمبر ۴ و ۵ کیا ہے۔ ہرگز نہیں ان اخراجات کا حسب مشورہ کارپردازان مقبرہ بہشتی اندازہ کر کے میں رقم اخراجات کو انجمن مذکور کے حوالہ کر دونگا جس کا اعلان انجمن مذکور کی طرف سے میں کرا دونگا۔ اگر ان اخراجات کیلئے میں کوئی رقم اپنی آمدنی سے الگ نہ کر سکوں اور ایسا ہی اگر وہ رقم ادا کردہ اصلی اخراجات سے کم ہوگی تو میری دیگر متروکہ جائداد جس میں یہ وصیت کردہ جائداد شامل نہ ہوگی۔ ان اخراجات کے ادا کرنے کے ذمہ دار ہوں گے جو میری روح کی نجات کا باعث ہوں گی اور میرے پس ماندگان ان اخراجات کو اہم اور خاص ضرورت شرعی سمجھیں گے

۸۔ یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ میں نے یہ وصیت صرف ابتغاً لوجہ اللہ کی ہے۔ اور اگر حالات آئندہ کے باعث جس کا مجھکو اس وقت علم نہیں ہے۔ میری لاش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکے تو اس صورت میں بھی میری یہ وصیت جو میں نے اپنی جائداد کے متعلق کی ہے جسکا ذکر فقرہ نمبر ۴ و ۵ میں کیا گیا ہے درست اور قائم رہیگی لیکن یہ ضروری ہوگا کہ میری لاش کو مقبرہ بہشتی میں پہنچانے کی کوشش کی جاوے اور جب تک کارپردازان مقبرہ بہشتی اجازت نہ دیں۔ میری لاش کہیں اور دفن نہ کی جاوے۔ البتہ امانت کے طور پر کہیں اور دفن کی جاسکتی ہے۔

(۹) ۔ یہ کہ اگر حسب فقرہ نمبر ۸ میری لاش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکے تو جو اخراجات متعلق انتقال لاش جمع کرا چکا ہوں گا۔ یا میری جائداد متروکہ کہ وصول ہوئے ہیں۔ اس کو بھی وصول کرنے [illegible] میرے وارثان کو نہ ہوگا بلکہ انجمن کو ہوگا

العبد

فیاض علی ولد رسول بخش قوم قریشی ساکن قصبہ سراوہ ضلع میرٹھ بقلم خود نشان انگوٹھا

گواہ شد	گواہ شد
عبد الرحمن ولد شیخ عبد اللہ	عبد السمیع ولد عبد الرحمن
قوم شیخ ساکن سراوہ	شیخ ساکن سراوہ
ضلع میرٹھ حال کپورتھلہ	ضلع میرٹھ حال کپورتھلہ

حکیم غلام نبی صاحب جواب دیں؟

دھرم پرچارک میں مندرجہ عنوان سے اشتہار طبیب نے ایک اشتہار دیا ہے کہ وہ کوئی باورچی تلاش کرنا چاہتے ہیں جو صرف سبزی پکا سکے مہتمم دھرم پرچارک میں انکا اشتہار دینا دوسرے الفاظ میں یہ معنی رکھتا ہے کہ وہ کسی مہاتما رسوگی کی تلاش میں ہیں ہمنے انکا اشتہار پڑھ کر یہی نتیجہ نکالا تھا کہ یہ بھی ایک اشتہاری انکا ہی اور اسطرح وہ ہندو کمیونٹی اور خصوصاً آریہ خریدوں میں کوئی فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں لیکن جب آریہ اخبارات میں یہ سوال مذہبی پہلو سے چھیڑا گیا ہے تو میرا اور دوسرے مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ حکیم غلام نبی صاحب کو اپنی پوزیشن صاف کرنے پر مجبور کریں یہاں نامناسب نہوگا اگر آریہ پرکاش کا وہ نوٹ درج کر دیا جاوے جو اسنے ۱۷ ستمبر ۱۹۰۶ء کی اشاعت میں لکھا ہے اور وہ یہ ہے

گوشت خوری کے دلدادہ یہ سنکر بحر حیرت میں غرق ہو جائینگے کہ لاہور کے مشہور حکیم و ڈاکٹر غلام نبی زبدۃ الحکما نے گوشت خوری ترک کر دینے کا مصمم ارادہ کر لیا ہے ڈاکٹر صاحب ایک مشہور مسلمان ہیں اور ان کا گوشت ترک کرنے کے یہ معنی ہیں کہ انکا مذہب اُن کو ایسا کرنے سے منع نہیں کرتا اور مگر کرتا ہے جیسا کہ عام مسلمانوں کا رویہ ظاہر کر رہا ہے تو ایک اعلیٰ اصول کی پیروی کرنے میں اس کی پرواہ کرنا وہ مناسب نہیں سمجھتے لیکن حکیم صاحب کا گوشت ترک کرنا صرف اسی وجہ سے قابل ذکر نہیں کہ وہ مسلمان ہیں بلکہ زیادہ تر اس لئے کہ وہ حکیم اور ڈاکٹر ہیں حکیم صاحب کو ترک گوشت کے لئے کسی چیز نے اگر مائل کیا ہے۔ تو وہ محض علم طب ہی ہے کہاں ہیں وہ لوگ جو کہ محض طبی ڈھکوسلا جواز گوشت خوری کیلئے پیش کیا کرتے ہیں اور اپنے زبان کے چسکے کی پاپ آلودہ نسل کو ان الفاظ کے پردہ میں چھپانے کی فضول کوشش کرتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب نے گوشت کھانے کا حکم دے رکھا ہے ؛

اس نوٹ میں نہ صرف حکیم غلام نبی صاحب کی مذہبی حالت پر بلکہ انکی طبی قابلیت پر بھی حملہ کیا گیا ہے وہ حکیم جو آجتک مارالحم کے اشتہار دیتا رہا ہو اور دیتا رہا۔ اور انکی اب بھی ۱۹۰۶ء کی تقویم میں یہ اشتہار موجود ہے۔ وہ کیونکر گوشت خوری کو مذہبی حیثیت یا طبی پہلو سے ترک کر سکتے ہیں وہ منڈیاں آج تک وہ بہم سال سے جو اسے طیار کر نا بتاتے ہیں اور ہر سال ایک لاکھ بوتل کی بکری ظاہر کرتے ہیں۔ لوگوں کی صحت اور مال و دولت کو لوٹتے رہے ہ

ایڈیٹران اخبار کے نام کھلی چٹھی

ایڈیٹر وطن لاہور کی اشاعت کفر

مسلمانو! خبردار رہو

اخبار نویس اس زمانہ مین قوم اور ملک کی اصلاح کا بہت بڑا ذریعہ سمجھے گئے ہین اور فی الحقیقت اگر یہ لوگ محض اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی اور اصلاح قوم و ملک کو اپنا مقصد قرار دیکر کام کرین تو افراد انسانی مین ایک واجب العزت فرقہ ہو سکتا ہے۔ مگر مین افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ اس مقدس فرض کو ادا کرنیوالے بہت ہی تھوڑے ہین یا یہ کہو کہ قریباً نہین ہین۔

آئے دن بعض اخبار نویسون کے شرمناک حالات پبلک کے سامنے آتے ہین مگر پبلک کا مذاق کچھ ایسا بگڑ گیا ہے کہ وہ ان حالات کو دیکھتی ہوئی بھی اخلاقی جرأت سے کام لیکر اس سے نفرت کا اظہار نہین کرتی اور میری اپنی رائے مین دوسرے اخبار نویس بھی اس کام مین پبلک کو مدد نہین دیتے بلکہ یکے دزد باشد دگر پردہ دار

اگر اخبار نویس خود اپنی اصلاح اور فلاح کا بھی خیال رکھین اور ایسے شخص کو جو اس پیشہ کو کسی پہلو سے بدنام کرنیوالا ہو حقارت کی نظر سے دیکھین۔ تو پبلک خود بخود ان مضرتوں سے بچ سکتی ہے جو ایسے خیالات یا طرز عمل سے پیدا ہو سکتی ہین۔ مین اس وقت خصوصیت سے مسلمان اخبار نویسون کو ایک اہم اور ضروری امر پر متوجہ کرنا چاہتا ہون اگر انہون نے اس معاملہ مین میرا ساتھ دیا اور محض اس وجہ سے کہ احمدی اخبار نویس ایک بات پیش کرتا ہے۔ اس کو رد نہ کر دیا۔ تو مین یقین کرتا ہون کہ وہ اسلام اور مسلمانون کو ایک خطرناک صدمہ سے بچالین گے جو ان کی عدم توجہی کی صورت مین پیدا ہو گا اس لئے کہ یہ خطرہ ایک شخص کی طرف سے ہے جس کو وہ اپنا خیر خواہ سمجھ بیٹھے ہین اور جس نے یہ خیال بعض نیک تحریکون کی بنا پر پیدا کرنا چاہا ہے لیکن مین بڑے زور سے کہتا ہون کہ اگر اس سیلاب کفر کا بھی انسداد نہ کیا گیا۔ تو اس کا نتیجہ خطرناک اور مہلک ہو گا۔

مین اس معمہ کو اب حل کر دینا چاہتا ہون اور زیادہ دیر تک اپنے ناظرین کو اضطراب مین رکھنا پسند نہین کرتا۔ یہ قومی غدار اور اسلامی دشمن مولوی انشاء اللہ خان صاحب ایڈیٹر وطن ہے اور چونکہ وہ مولوی مشہور ہے اور اب تو مفتی بھی بن رہا ہے۔ اس لئے اس کے حرکات اور افعال کا اثر مسلمان پبلک پر پڑتا ہے۔ وہ مخفی نہین۔ مین اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہون کہ مولوی انشاء اللہ خان کی مخالفت محض اس وجہ سے شروع نہین کی جاتی کہ وہ احمدی نہین ہے۔ بلکہ محض خدا کے لئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی عزت و جلال کے لئے اور مسلمانون کو اس صدمہ سے بچانے کے لئے جو اس شخص کے ذریعہ پہنچنے کو ہے اور آپ سب میرے ساتھ متفق ہون گے۔ جب اس کی کرتوت پر آپ کو اطلاع ملیگی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک نام پر فدا ہو جانیوالو! اور سرور عالم کو صاحب خلق عظیم اور انسان کامل یقین کرنیوالو! آپ یہ تو جانتے ہو کہ میور صاحب ایک سخت متعصب پادری مشن مصنف تھے۔ اور اس نے لائف آف محمد مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک اور مطہر سیرۃ پر گندے سے گندے اور ناپاک سے ناپاک اعتراض کئے ہیں۔ مین نہین جانتا ہون مسلمانون کا تعلیم یافتہ گروہ اور پادریون سے مذہبی مناظرہ کا واقفکار طبقہ علماء اس سے خوب واقف ہے کہ اسلام کے خلاف جیسی خطرناک اور زہریلی تحریر میور کی ہے ویسی ٹنڈل اور خورمن کی بھی نہین ہے مین یقین نہین کرتا کہ کوئی مسلمان جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دلی عقیدت اور محبت رکھتا ہو اس کتاب کو دیکھنا بھی گوارا کرے ایسا ہی اس نے ایک کتاب عیسائیون کے لئے بطور رہنما اور رہبر کے لکھی ہے جس مین اس نے مسلمانون کے ساتھ مباحثہ کرنے کا اصول اور ڈھنگ سکھایا ہے۔ اور اعتراض بتائے ہین۔

غرض اس نے جسقدر تالیفات اسلام یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر لکھی ہین ان کی غرض اور غایت اسلام کی مخالفت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حملے کرنا ہے۔

اسی طرح پر ایک پادری ٹسڈل ہین جنہون نے ینابیع الاسلام جیسی زہریلی اور کفر سے بھری ہوئی کتاب فارسی مین لکھی ہے۔ اور اس کا انگریزی ترجمہ میور نے لکھا ہے یہ کتابین جو اسلام کی جانستان دشمن ہین اور جن کو پادری لوگ مفت تقسیم کرتے اور نہایت سستے اڈیشن طبع کر کے فروخت کرتے ہین اب مولوی انشاء اللہ خان صاحب نے مسلمان کہلا کر اور مسلمانون کا خیر خواہ بن کر ان کتابون کی اشاعت اور فروخت کا اہتمام اپنے ہاتھ مین لیا ہے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

آہ! اسلام کے لئے کیسا دردناک منظر سامنے ہے۔ کہ ایک شخص جو مسلمان کہلاتا اسلام کا حامی بنتا ہے وہ کند چھری کے ساتھ مسلمانون کے گلے کاٹنا چاہتا ہے اور اسلام کو تختۂ دنیا سے مٹانا چاہتا ہے مسلمانون کی غیرت اور حمیت کا کیا یہی تقاضا ہے کہ وہ اس کے اخبار کے ہزارون پرچہ مفت تقسیم کرین اور علماء و طلباء مین اس کی اشاعت کر کے یون کفر کی تائید کرین۔ اس سے بڑھ کر مسلمانون کی بے حمیتی اور عدم واقفیت کا کیا ثبوت ہو گا اگر انہین معلوم ہو تا کہ ان کتابون نے کیا لکھا ہے۔ تو مین یقین نہین کرتا کہ وہ ایسی کتابون کے بیچنے والے کو نفرت کی نگاہ سے نہ دیکھتے اور اس کے لئے منتفقہ حقارت کا ووٹ پاس نہ کرتا مگر یہ کام تھا۔ مسلمان اخبار نویسون کا جن کے معلومات وسیع ہونے چاہئین۔ انہون نے اس طرف سے چشم پوشی کی۔ آخر ایک انتظار کے بعد مین نے مناسب سمجھا کہ اس طلسم کو پاش پاش کرنے کے لئے قلم اٹھایا جاوے۔ اور اب مسلمان اخبار نویسون کو اس طرف متوجہ کیا جاوے کہ وہ قوم کو اس زہر سے بچاوین اور اخبار وطن کے بد اثرات سے محفوظ کرنے کے لئے سعی کرین۔

مین یہ بھی ظاہر کرنا چاہتا ہون کہ مولوی انشاء اللہ خان صاحب نے یہی نہین کہ ان کتابون کے بیچنے سے پادریون اور کفر کو مدد دی ہے۔ اور اسلام کی تخریب اور تذلیل کی سعی کی ہے بلکہ مسلمانون کے گاڑھے پسینہ کی کمائی کو بھی ہڑپ کرنا چاہا ہے اور ان کے ایمان اور مال دونو پر ہاتھ صاف کرنے کی ٹھان لی ہے ایک طرف تو انہین مغلوب المال اور قلاش بنا کر روندا رو دیا جاتا ہے دوسری طرف ان کی جیبون سے کفریات کی اشاعت کے لئے روپیہ نکلوا لیا جاتا ہے۔ سر میور صاحب کی لائف آف محمد کی اصل قیمت جسپر پادری بیچتے ہیں اور خود لاہور مین راما کرشنا صاحب تاجر کتب بھی فروخت کرتے ہیں صرف آٹھ روپیہ ہے مگر مولوی انشاء اللہ خانصاحب ہیں، جو اس کی قیمت عہ پر بیچتے ہیں اور اسکی اصلی قیمت عنہ بتاتے ہیں۔ میور کی خلافت کی سے ہے اور مولوی انشاء اللہ خانصاحب اسکی قیمت عہ ظاہر کر کے عہ پر بیچکر مسلمانون پر احسان کرتے ہیں۔ ینابیع الاسلام کی اصلی قیمت عہ ہے لیکن مولوی انشاء اللہ خانصاحب اصلی قیمت ظاہر کر کے للعہ پر بیچتے ہیں۔ بہ بین تفاوت رہ کجاست تا بکجا۔ شاید مولوی انشاء اللہ خانصاحب چاہتے ہیں کہ ان کتابون کو پڑھکر اسلام سے بدظن ہون گے اور اگر ان کی قیمت پر لیکر مسلمانون کے پاس پیسہ تو رہیگا نہیں اسلئے وہ ضرور عیسائیت کیطرف توجہ کرین گے۔ اور بجز اس کے اور کوئی غرض انکی بظاہر معلوم نہیں ہوتی ورنہ ایک مسلمان تو ان کتابون کو دیکھنا بھی نہیں چاہتا کجا وہ فروخت کرتے ہیں اور گران بیچتے ہیں۔ یہ ہے ثبوت اس امر کا کہ یہ شخص قومی ٹوڈی ہے مسلمانون کا فرض ہے کہ وہ اس سے اجتناب کرین اور اس کے اخبار کو نفرت کی نگاہ سے دیکھیں جبتک وہ توبہ نہ کرے۔

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

اختلاف رائے اگر نیک نیتی | تلک اذاً قسمۃ ضیزی

اور حق جوئی کی غرض سے ہو اور محض اللہ تعالےٰ کی رضا مقصود ہو تو وہ اختلاف مبارک اور نتیجہ خیز ہوتا ہے۔ لیکن جب اختلاف کی بنیاد عداوت اور بغض ہو تو وہ اختلاف قوم اور ملک کے لیے کبھی مفید اور مبارک نہیں ہو سکتا۔

حضرت مسیح موعود کے ساتھ جو مخالفت علماء اسلام (اگر انہیں علماء کہا جاوے) کر رہے ہیں۔ وہ ایک لمبی دوڑ اور تجربہ کے بعد ثابت ہو گئی ہے۔ کہ تلک قسمۃ ثانی کے ماتحت ہے میں اس کا نہایت ہی مختصر نمونہ مولوی ثناء اللہ کی تحریر میں دکھانا چاہتا ہوں اس نے اپنے ۷۔ستمبر کے اخبار میں غلام قادر قادری امرتسری کے حضرت مسیح موعود کے خلاف دو الہام شائع کئے ہیں پہلے الہام میں ظاہر کیا ہے کہ کسی علاقہ میں ان کے مریدوں کا کم از کم ۱/۳ حصہ پھر جائیگا۔ اور دوسرا الہام یہ شائع کیا ہے کہ تین ماہ کے اندر مرزا صاحب ایک خوفناک بیماری اور ہرنگ میں مبتلا ہوں گے اور انکھوں کا نور کم ہو جائے گا۔

ان الہامات کو شائع کر کے مولوی فاضل صاحب نوٹ دیتے ہیں سر دست ان الہاموں کی نسبت ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔ بجز اس کے کہ ان یک کاذبا فعلیہ کذبہ" فی الحقیقت یہ رائے قابل قدر ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا حضرت مسیح موعود کے الہامات پر بھی اسی طرز سے کبھی ریمارک کیا؟ ہرگز نہیں تلک اذاً قسمۃ ضیزی۔ اسی اخبار میں اس سے پہلے ڈاکٹر عبد الحکیم خان والی پیش گوئی پر ریمارک کیا ہے۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ اس کو تمام وکمال درج کیا جاتا اور اس کے آخر میں بھی کیپی نوٹ ہوتا۔ مگر نہیں اس پیشگوئی کا نہایت ہی مختصر خلاصہ جس میں اصل پیشگوئی کو بالکل نہیں چھوڑا درج کر کے نکتہ چینی شروع کر دی ہے اور بے سالہ پیشگوئی کا حوالہ دے کر جو چاہا لکھا۔ کاش! اس عقل کے اندھے کو اتنا ہی معلوم ہوتا کہ یہ پیشگوئی اس لیے نہیں کی گئی۔ کہ اس سے پہلے آپ کی صداقت ظاہر نہیں ہو چکی۔ کیا آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ساری عمر میں ایک ہی نشان دکھایا تھا۔ اگر آپ سے زیادہ اور فی الحقیقت کثیر التعداد دکھائے تھے تو اس کی وجہ یہ نہ تھی کہ پہلے نشان نشان نہ تھے؟ فاضل صاحب! نشانات کا ظہور واقعات پیش آمدہ کی بناء پر ہوا کرتا ہے اور ہر نشان مامور کی صداقت کو واضح کیا کرتا ہے۔ اسیطرح پر یہ نشان ہے ڈاکٹر نے خود لکھدیا ہے۔ کاذب صادق کے سامنے ہلاک ہوگا۔ اب زمانہ دیکھیگا جو ظاہر ہوگا۔ اگر تقوےٰ اور خدا ترسی تیرے مزاج اور فطرت میں ہوتی تو تو انتظار کرتا اور خدا کی قدرت کا تماشا دیکھتا!

مگر جب حالت یہ ہو

صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ

تو ایسی امید ہو تو کیونکر! انا للہ وانا الیہ راجعون۔

جاپان میں اسلام

اس عنوان سے پیسہ اخبار نے مندرجہ ذیل نوٹ کو نقل کیا ہے۔

پیرس کا نہایت معتبر روزانہ اخبار "پاٹری" اپنی ۱۷۔جولائی سنہ ۱۹۰۶ء کی اشاعت میں زیر عنوان "کیا جاپان اپنا مذہب بدلیگا" کے برلن کی حسب ذیل درج کرتا ہے۔

(برلن۔ ۱۶۔جولائی۔ از مقام ٹوکیو)

کانفرنس تحقیق مذاہب کا اجلاس ہونے کے بعد جو بحکم شہنشاہ جاپان جلالت مآب میکاڈو کے ٹوکیو میں قائم ہوئی ہے رواج اسلام کا مسئلہ فوق العادت ترقی کرتا معلوم ہوتا ہے۔ اس کانفرنس کا اصلی مدعا یہ ہے کہ مذاہب عالم کی چھان بین کر کے تحقیق طور پر یہ رائے قائم کریں۔ کہ بعد میں جاپان کا سرکاری مذہب کیا ہونا چاہیئے اور قرینہ اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ کانفرنس کا فیصلہ مذہب اسلام کے رائج ہونے کا ہوگا۔

تقریباً اب سے بیس سال پیشتر اہل جاپان خفیہ اور علانیہ کوششوں کو استعمال میں لا کر مسلمانوں کے مختلف فرقوں کا دل اپنی جانب مائل کر رہے ہیں اور بظاہر اس جد وجہد کی بجز اس کے اور کوئی غرض نہیں ہو سکتی۔ کہ اسلام کو جاپان کا سرکاری مذہب بنانے کے اسباب وسامان مہیا کئے جاویں دولت جاپان کے اس اقدام کا ایک اہم نتیجہ تو یہ ہوگا۔ کہ وہ ایک بارگی چالیس لاکھ چینی مسلمانوں کا دل اپنی جانب کھینچ لے گی اور ان کو حقوق وامتیازات میں بت پرست چینی قوم کا ہمسر بنا دیگی۔ اور یہ معاملہ زرد خطرہ کا ایک نیا اور خالص ثبوت ہے۔

اس خیال نے واقعیت کی صورت اختیار کر لی۔ تو مذہب اسلام کی خلاف عادت ترقی قابل دید ہوگی۔ اور وہ جاپان کے ہاتھ میں پہنچکر ایک بے حد بیش قیمت آلہ بن جائیگا جس کے ذریعہ سے وہ مشرق بعیدہ کو اپنی سطوت وجبروت کے سامنے سر بسجود کرلیگا۔

آریہ سماج کی موت

آریہ سماج کی موت کے متعلق فروری سنہ ۱۹۰۳ء میں ایک پیشگوئی کی گئی تھی کہ ایک صدی نہ گزرے گی۔ جو اس مذہب پر موت وارد ہوگی اور یہ پیشگوئی عام طور پر شائع کی گئی تھی انہیں ایام میں پنڈت رام بھجدت نے جو ان دنوں آریہ پرتی ندی سبھا کے پردھان (صدر مجلس) تھے بڑے زور وشور سے اس کی تردید کی تھی اور کہا تھا کہ یہ غلط ہے اور لیں ہے اور ووڈن ہے وہ لوگ جو قادیان آریہ سماج کے سالانہ جلسہ پر موجود تھے اس امر کی شہادت دے سکتے ہیں۔ اس پر ابھی تین سال ہی گزرے ہیں کہ آریہ سماج کی موت کی پیشگوئی کو عملی طور پر تسلیم کر لیا گیا ہے۔ قطع نظر اس مضمون کے جو اگست سنہ ۱۹۰۶ء کے رسالہ اندر میں دہرم پال نے آریہ سماج کی موت پر لکھدیا ہے۔ خود پنڈت رام بھجدت صاحب نے تسلیم کر لیا ہے۔ کہ سو سال کے اندر آریہ سماج نیست ونابود ہو جائیگا۔ چنانچہ پرکاش مورخہ ۱۱۔ستمبر میں ظاہر کیا گیا ہے کہ مسٹر رام بھجدت نے ہندو سبھا کی قائمی کی ضرورت کی ایک وجہ یہ بتلائی۔ کہ موجودہ آریہ سماج کبھی بھی سو برس سے زیادہ زندہ نہیں رہ سکتا بلکہ نیست ونابود ہو جائیگا۔ اس لیے ہندو قوم کو اٹھانے کی ضرورت ہے۔ الحق یعلو ولا یعلی سچائی ہی کی فتح ہوتی ہے وہی پنڈت رام بھجدت جو قادیان کے مقام پر قادیان ہی اس پیشگوئی کو پڑھ کر اس کی تردید کرتا تھا۔ آج خود ہی اس کی تائید کرتا ہے اور اس پر زور دیتا ہے اور عملی صورت میں اس کا اعلان کرتے جاتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اعجاز اور کرامت کیا ہوگی۔

بیا بنگر زغلمان محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

آریہ سماج ناچ کی تعلیم دیگا؟

مہاتما منشی رام کی جو رائے ہوتی ہے وہ علی العموم مضحکہ خیز ہی ہوتی ہے گزشتہ اشاعت میں ایک نوٹ میں کینہ ان کی غیرت وحمیت کے اظہار کے لیے لکھا تھا آج اسی قبیل کا اور ایک اور نوٹ لکھنا پڑا۔ آپ نے ۷۔ستمبر کے پرچارک میں "دو ڈکا سے کھا دیوتا ہے" کے عنوان سے ایک مختصر سا نوٹ لکھا ہے۔ جس میں ظاہر کیا ہے۔ کہ بت پرستی کے دشمن دیندار عیسائی مورتیاں بنا کر بیچتے ہیں۔ پھر آگے چل کر آپ کہتے ہیں۔ کہ ایک امریکن لڑکی نے راد ہا رانی کا ناچ سیکھا ہے جس سے وہ لاکھوں بٹور رہی ہے۔ اس پر آپ فرماتے ہیں۔ ناچنا ہنر تو اچھا ہے لیکن ضعیف الاعتقادی میں ڈوبے ہوؤں کو اور ڈبونے کی کوشش امریکہ کے مہذب ملک کے باشندوں کے شایان نہیں۔

مہاتما منشی رام نے ناچ کی جو تعریف کی ہے وہ کسی فقیر اور باحیا دل سے نکلنی مشکل معلوم ہوتی ہے۔ ناچ کو اس میں بالاتفاق سوسائٹی کے لیے خطرناک تسلیم کر لیا گیا ہے۔ اگر یہ عمدہ ہنر ہے۔ تو مہاتما منشی رام جو اپنے ہر قول کو عملی رنگ میں لانے کی سعی کیا کرتے ہیں۔ اس ہنر سے ضرور اپنی پتری اور پتنی کو مستفید کریں گے۔ اور پھر انہیں پبلک میں اپنے تجربے پیش کرنے کے قابل بنا سکیں گے۔ یہ ہنر کسی اور پہلو سے تو شاید مفید نہ ہو۔ ہاں اس مذہب کی اشاعت اور ترقی کا ذریعہ بن سکے۔ بن سکتے۔ ۔ ۔ ۔ جو پہلے ہی نیوگ جیسی تعلیم اپنے اندر رکھتا ہے۔ نیوگ کی اشاعت اور ترویج کے لیے ناچنا زیادہ مفید ہوگا! افسوس ان لوگوں کی حالت کہاں تک گر گئی ہے اور اس پر اصلاح کے مدعی ہیں۔

دہرم پال آریہ سماج

دہرم پال اور آریہ سماج میں ضرب یعرب کی بحث جاری ہو گئی ہے۔ ہتکاری نے خوب لکھا ہے کہ مسٹر دہرم پال آجکل سماج کے ملامت آمیز ریویو میں مصروف ہیں۔ آپ چونکہ برہم چاری تے۔ سنسکرت اور وید کے مطالعہ کے لیے برہمچریہ کا زمانہ صرف کرتے لیکن آپ کے دل میں شاستر سے سبق پڑھنے کی بجائے سماج کو سبق پڑھانے کا شوق پیدا ہوا ہو اس لیے آخر میں لکھا ہے۔ آجکل آریہ سماج ہی ایک بہان متی کا کمبہ ہو گیا ہے۔ جو ناتجربہ کار نوجوان اٹھتا ہے وہ اس کی اصلاح کسی شخص کو خوش کرنیکی غرض